بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

نیپال اردو ٹائمز

Weekly

The NEPAL URDU TIMES

جلد نمبر ۱
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

۲۲ جنوری ۲۰۲۶ مطابق ۲ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ / ۸ گتے ماگھ ۲۰۸۲ جمعرات

شمارہ نمبر ۷۳
ISSUE (73)

غزہ: شدید سردی اور عمارتوں کے گرنے سے 4 بچوں سمیت 17 فلسطینی جاں بحق

غزہ: (ایجنسیاں) حالیہ موسمی کم دباؤ نے بارشوں اور سیلابی صورت حال کے باعث غزہ کی پٹی کے رہائشیوں اور بے گھر ہونے والے افراد کے مصائب میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے، جس سے ان کے خیمے ڈوب گئے اور مکانات بھی ڈھیر ہو گئے۔ غزہ کی پٹی میں شہری دفاع کے ترجمان محمود بصل نے اعلان کیا ہے کہ شدید سردی اور عمارتوں کے گرنے کے نتیجے میں اب تک 17 شہری جاں بحق ہو چکے ہیں، جن میں چار بچے بھی شامل ہیں جو شدید سردی کی تاب نہ لا سکے۔ ترجمان نے تصدیق کی کہ موسمی خرابی کے آغاز سے اب تک 17 سے زائد رہائشی عمارتیں مکمل طور پر زمین بوس ہو چکی ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ 90 سے زائد رہائشی عمارتوں کو جزوی

طور پر شدید نقصان پہنچا ہے اور وہ کسی بھی وقت گر سکتی ہیں، جس سے ہزاروں شہریوں کی زندگیوں کو براہِ راست خطرہ لاحق ہے۔ ترجمان نے اس افسوس ناک صورتحال کی جانب اشارہ کیا کہ غزہ کی پٹی میں تقریباً 90 فی صد پناہ گاہیں سیلابی ریلوں اور بارش کے پانی کی وجہ سے مکمل طور پر ڈوب چکی ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ مختلف علاقوں میں شہریوں کے تمام خیمے متاثر ہوئے اور پانی میں غرق ہو گئے، جس کے نتیجے میں ہزاروں خاندان اپنی عارضی پناہ گاہوں سے بھی محروم ہو گئے۔ اس صورتحال میں لوگوں کے کپڑے، بستر اور کمبل بھی ضائع ہو گئے ہیں، جس نے انسانی المیے کی شدت کو بڑھا دیا ہے۔

محمود بصل کے مطابق موسمی خرابی کے آغاز سے اب تک شہری دفاع کی ٹیموں کو شہریوں کی جانب سے مدد کے لیے 5000 سے زائد کالیں اور اپیلیں موصول ہو چکی ہیں۔ ترجمان نے عالمی برادری سے ایک بار پھر فوری مطالبہ کیا ہے کہ شہریوں کی امداد اور ہنگامی انسانی ضروریات کی فراہمی کے لیے فی الفور حرکت میں آئیں، ساتھ ہی اس بات پر زور دیا کہ خیمے غزہ کی پٹی میں (سردی اور بارش سے بچاؤ کے لیے) مکمل طور پر ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے متعلقہ اداروں اور بین الاقوامی تنظیموں سے مطالبہ کیا ہے کہ اب قطعی طور پر خیمے نہ بھیجے جائیں، بلکہ فوری طور پر تعمیرِ نو کا عمل شروع کیا جائے اور ایسے محفوظ مکانات فراہم کیے جائیں جو انسانی وقار اور زندگی کے تحفظ کی ضمانت دے سکیں۔

ٹرمپ کا غزہ منصوبہ منسوخ کیا جائے: اسرائیل

تل ابیب: (یو این آئی)
اسرائیل کے انتہائی دائیں بازو کے وزیرِ خزانہ بزالل سموٹرچ نے زیرِ محاصرہ غزہ کے لیے ٹرمپ منصوبے کی منسوخی، فلسطینیوں کی جبری منتقلی اور علاقے میں اسرائیلی بستیوں کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔

اسرائیل ذرائع ابلاغ کے مطابق بزالل سموٹرچ نے گزشتہ روز جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ غزہ میں امریکی زیرِ قیادت رابطہ مرکز بند کیا جائے اور 'مصر اور برطانیہ' جیسے 'دشمن' ممالک کو مرکز سے خارج کیا جائے۔ سموٹرچ نے کہا ہے کہ ''غزہ ہمارا ہے اور اس کا مستقبل ہمارے مستقبل کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ متاثر کرے گا۔

بالین شاہ نے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

راشٹریہ سوتنتر پارٹی آر ایس پی کے وزیر اعظم کے امیدوار بالیندر شاہ بالین) نے پیر کی صبح جانکی مندر میں درشن اور خصوصی دعا کے ساتھ اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ وہ پیر کو جنک پوردھام میں پارٹی کی طرف سے منعقدہ جلسہ عام سے خطاب کرنے کے لیے اتوار کی شام جنک پور پہنچے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق بالین پیر کی صبح تقریباً 7 بجے جانکی مندر پہنچے، جہاں انہوں نے پوجا کی اور صبح کی آرتی میں شرکت کی۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں رایس وی پی قائدین اور کارکنان موجود تھے۔ پوجا کے بعد بالین نے جانکی مندر کے مہنت رامتا پیشور داس وشنو اور ان کے جانشین مہنت رام روشن داس سے بھی ملاقات کی۔ بالین اس کے بعد مدھیسی تحریک کی یاد میں یوم شہادت منانے والے پروگرام میں شرکت کے لیے سراہا ضلع کے لہن کے لیے روانہ ہوئے۔ لہن میں وہ روش مہتو کے مجسمے پر پھول چڑھانے والے ہیں، جو مدھیسی تحریک کے پہلے شہید تھے۔ لہن سے جنک پور واپسی کے بعد بالین دوپہر 1 بجے جنک پوردھام کے ترھوتیہ گاچھی میں آر ایس وی پی کی طرف سے منعقدہ میٹنگ سے خطاب کئے۔

نیپال کی معیشت پر قرضوں کا بوجھ، ہر شہری 96 ہزار کا مقروض

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کی قومی معیشت پر عوامی قرض کا بوجھ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ تازہ ترین سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک کا مجموعی عوامی قرضہ بڑھ کر 28 کھرب 6 ارب 39 کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے، جس کے باعث فی کس عوامی قرضہ 96 ہزار روپے کی تشویشناک سطح پر جا پہنچا ہے۔ عوامی قرضہ انتظامی دفتر کی جانب سے جاری کردہ جاری مالی سال کے پوس مہینے کے اختتام تک کی رپورٹ کے مطابق مجموعی عوامی قرضے میں 14 کھرب 87 ارب 26 کروڑ 22 لاکھ روپے، یعنی 53 فیصد، بیرونی قرضہ شامل ہے جبکہ 13 کھرب 19 ارب 13 کروڑ 10 لاکھ روپے، یعنی 47 فیصد، اندرونی قرضے پر مشتمل ہے۔ یہ اعداد و شمار اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ ملک کی معیشت اندرونی و بیرونی دونوں سطحوں پر قرض کے سہارے چل رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ساون سے پوس تک کے محض چھ ماہ کے عرصے میں عوامی قرضے میں 1 کھرب 32 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے قبل اسار کے اختتام تک مجموعی عوامی قرضہ 26 کھرب 74 ارب 04 کروڑ روپے تھا۔ یوں صرف چھ ماہ میں قرضے میں 4 اعشاریہ 95 فیصد کا نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، جو مالی نظم وضبط پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔ حکومت نے پوس مہینے میں اکیلے ہی 36 ارب 43 کروڑ روپے قرض حاصل کیا، جس میں 30 ارب روپے اندرونی قرضہ جبکہ 6 ارب 43 کروڑ 5 لاکھ روپے بیرونی قرضہ شامل ہے۔ دوسری جانب اسی مدت میں حکومت نے قرض کی اصل رقم اور سود کی مد میں مجموعی طور پر 20 ارب 11 کروڑ 15 لاکھ روپے کی ادائیگی کی، جن میں اندرونی قرضے کی مد میں 17 ارب 45 کروڑ 54 لاکھ روپے اور بیرونی قرضے کی مد میں 26 کروڑ 56 لاکھ روپے شامل ہیں۔ ادھر مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کے مقابلے میں عوامی قرضے کی شرح بڑھ کر 45 اعشاریہ 95 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ ماہرین کے مطابق یہ صورت حال مستقبل میں معیشت پر مزید دباؤ کا سبب بن سکتی ہے۔ ملک کی تازہ ترین آبادی کو بنیاد بنایا جائے تو فی کس عوامی قرضہ 96 ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے، جو قومی معیشت کی نازک حالت اور عوام پر بڑھتے مالی بوجھ کی ایک واضح تصویر پیش کرتا ہے

وزیر داخلہ کی زیر صدارت اجلاس، دفاع کے علاوہ چاروں اہم سیکیورٹی اداروں کے سربراہان کی شرکت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

مرکزی سلامتی کمیٹی کا باقاعدہ اجلاس وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال کی صدارت میں منعقد ہوا ہے۔ وزارت داخلہ میں آئندہ انتخابات کے حوالے سے سیکیورٹی حکمت عملیوں پر تبادلہ خیال کے لیے ایک میٹنگ طے کی گئی ہے۔ وزیر داخلہ کی زیر صدارت کمیٹی کے اجلاس میں داخلہ اور دفاع کے سیکریٹریز کے علاوہ چاروں سیکیورٹی اداروں کے سربراہان اور نمائندے بھی شامل ہوئے۔ اجلاس میں انٹیگریٹڈ الیکشن سیکیورٹی پلان 2082 کے مطابق ذمہ دار اداروں کی جانب سے کیے جانے والے کام، افرادی قوت کی نقل و حرکت اور انتظامات کے منصوبوں کا جائزہ لیا گیا، جسے سنٹرل سیکیورٹی کمیٹی نے پہلے ہی منظور کر لیا ہے اور آئندہ ایوان نمائندگان کے انتخابات کو ہدف بنایا ہے۔ اجلاس کو چاروں سیکیورٹی اداروں کی جانب سے انتخابی سیکیورٹی پلان کے حوالے سے کی گئی تیاریوں پر بریفنگ دی گئی۔ سیکیورٹی صورتحال اور سیکیورٹی چیلنجز کا بھی تجزیہ کیا گیا۔ اسی طرح اجلاس میں تمام سیکیورٹی اداروں کو آپس میں مربوط کرنے اور سیکیورٹی کے موثر انتظامات کرنے پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں انتخابی پروگرام کو مربوط بنانے کے لیے بنائے گئے تمام میکنزم کو فعال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح تمام ضلعی سیکیورٹی کمیٹیوں کو سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کے پروپیگنڈے اور مہم کو منظم کرنے کے لیے قابل اعتماد سیکیورٹی انتظامات کو مضبوط اور یقینی بنانے کی ہدایت کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اجلاس میں انتخابی مہم کے دوران غلط استعال پر قابو پانے کے لیے سوشل میڈیا مانیٹرنگ کو موثر بنانے اور غیر قانونی پائے جانے پر سخت کارروائی کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا

بدلتی عالمی صورتحال میں نیپال کی قومی سلامتی کو چیلنجز درپیش: آرمی چیف

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: فوجی سربراہ جنرل اشوک راج سگدیل نے کہا ہے کہ موجودہ بین الاقوامی اور علاقائی سلامتی کی صورتحال کثیر الجہتی، نہایت پیچیدہ اور مسلسل چیلنجنگ بنتی جا رہی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ کثیر الجہتی اداروں کی کمزوری، مفاد پر مبنی اتحادوں کا بڑھتا ہوا اثر، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے وسیع استعمال اور اس کے غلط استعمال، نیز چھوٹے ممالک کی فیصلہ سازی کی صلاحیت میں کمی نے قومی سلامتی کے چیلنجز کو مزید سنگین بنا دیا ہے۔ جنرل سگدیل نے کہا کہ قومی سلامتی کے مختلف پہلوؤں، دائرۂ کار اور عملی اطلاق کے حوالے سے تمام متعلقہ فریقین کے درمیان مشترکہ سوچ اور ہم آہنگ نظریہ وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیپال کی جیوپولیٹیکل حیثیت، غیر مستحکم سیاسی حالات، مختلف گروہوں اور تنظیموں کی سرگرمیاں، اندرونی و بیرونی ہجرت، بیرونی روزگار پر بڑھتا انحصار، زراعت میں کمی اور درآمدات میں اضافے نے معاشی اور سماجی سلامتی کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کثیر الثقافتی معاشرے میں روایتی تعلقات، باہمی رواداری اور قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ قومی سلامتی کی پالیسی کی بنیاد پر تمام متعلقہ اداروں کو مضبوط، باصلاحیت اور مستحکم بنانا ضروری ہے، تاکہ داخلی و خارجی سلامتی کے خطرات کی بروقت نشاندہی اور تجزیہ کر کے

دفاع، داخلی سلامتی، عوامی تحفظ، خارجہ امور اور معاشی پالیسی کے درمیان مؤثر ہم آہنگی پیدا کی جا سکے۔ فوجی سربراہ نے کہا کہ نیپال کی جغرافیائی سالمیت، خودمختاری اور آزادی ہمارے اسلاف کی دور اندیشی، قیادت کے عزم اور قربانیوں کا نتیجہ ہے، اور موجودہ نسل میں قومی تاریخ و روایات کے شعور کے ذریعے حب الوطنی کے جذبے کو بیدار کرنا نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ قومی سلامتی، دفاع اور قومی یکجہتی کے حوالے سے تمام متعلقہ اداروں اور شہریوں میں مشترکہ فہم پیدا کرنے کے لیے نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کے قیام اور اس کے عملی نفاذ کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ خارجہ امور کے ماہر ڈاکٹر نشچل ناتھ پانڈے نے کہا کہ جین زی تحریک کے دوران جب ملک کے انتظامی، قانون ساز اور عدالتی تینوں ستون متاثر ہوئے، اس نازک مرحلے پر نیپالی فوج کے تجربے، صلاحیت، اسٹریٹجک بصیرت اور دانشمندانہ کردار کے باعث ملک میں نئی حکومت کی تشکیل ممکن ہوئی اور انتخابی ماحول ہموار ہوا۔

شیر بہادر دیوبا اور انکی اہلیہ آرزو رانا کا بھی ٹکٹ کاٹا گیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

سابق وزیر اعظم شیر بہادر دیوبا کو ان کی پارٹی نیپالی کانگریس نے ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کی اہلیہ اور سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر آرزو رانا دیوبا کو بھی ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ پانچ بار وزیر اعظم رہنے والے شیر بہادر دیوبا کو 5 مارچ کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کے مقابلے سے واضح طور پر خارج کر دیا گیا ہے۔ پارٹی نے ان کی آخری بار انتخاب لڑنے کی خواہش کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ان کے پرسنل سیکرٹری نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے آئندہ ایوان نمائندگان کے انتخابات میں ان کے غیر امیدوار ہونے کا اعلان کیا۔ دیوبا کے پرسنل سکریٹری بھانو دیوبا نے نامہ نگاروں کو ایک جملے کے پیغام میں لکھا، نیپالی کانگریس کے صدر اور سابق وزیر اعظم شیر بہادر دیوبا آئندہ ایوان نمائندگان کے انتخابات میں امیدوار نہیں ہوں گے۔ اس فیصلے سے ان کے 34 سالہ پارلیمانی کیریئر کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ مسلسل سات انتخابات جیتنے والے دیوبا کے لیے یہ ایک اہم دھچکا ہے۔ چند سال پہلے ایک عوامی تقریب میں ان کے اس بیان نے ایک نجومی نے مجھے بتایا ہے کہ میں سات بار وزیر اعظم بنوں گا نے کافی ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ دیوبا جوڑے پر زین جی تحریک کے دوران حملہ ہوا تھا۔

وزیر اعظم کارکی نے انتخابی نامزدگی کے عمل میں پرجوش شرکت پر اظہار تشکر کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم سشیلا کارکی نے تمام سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ملک میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے مقررہ وقت کے اندر جوش و خروش کے ساتھ نامزدگی داخل کیے۔ محترمہ کارکی نے واضح کیا کہ نیپال کی حکومت اخلاص اور کارکردگی کے ساتھ ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ انتخابات ،پرامن منصفانہ اور قابل اعتماد ماحول میں منعقد ہوں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ سیکیورٹی انتظامات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، تمام سیکیورٹی سسٹم انتہائی چوکسی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انتخابی عمل میں جو جوش و خروش اور عزم ظاہر کیا گیا ہے وہ نہ صرف سیاسی میدان میں بلکہ نجی شعبے اور مجموعی معیشت میں بھی مثبت توانائی پیدا کر رہا ہے۔ وزیر اعظم کارکی نے کہا کہ 165 عہدوں کے لیے 3,400 امیدواروں کی طرف سے کاغذات نامزدگی جمع کرانا جمہوری نظام پر گہرے اعتماد کا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قومی جوش اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نیپالی عوام چوکس اور جمہوری نظام کو مضبوط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کہ ملک میں غیر یقینی صورتحال اور کنفیوزن مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے، وزیر اعظم کارکی نے کہا کہ پوری قوم نے اس جمہوری مہاکمبھ میں حصہ لیا ہے۔ ایوان نمائندگان کی کل 275 نشستیں ہیں جن میں سے 165 کا انتخاب براہ راست ووٹنگ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ باقی نشستیں متناسب نظام کے ذریعے پار کی جاتی ہیں

شائع کردہ علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال

امریکہ کی سرحدیں اب محفوظ. سخت سرحدی قوانین سے ملی کامیابی: صدر ٹرمپ کا دعویٰ

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ ان کی حکومت نے ملک کی سرحدوں پر کنٹرول کو بے حد سخت کر دیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ سخت اقدامات کے باعث غیر قانونی طور پر امریکہ میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں نمایاں کمی آئی ہے اور کئی سنگین جرائم میں ملوث افراد کو ملک سے باہر نکالا گیا ہے۔ وائٹ ہاؤس میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے، اپنی مدتِ صدارت میں واپسی کے ایک سال مکمل ہونے پر ٹرمپ نے کہا کہ سرحدی تحفظ کے لیے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ بغیر قانون کے یہ ممکن نہیں، لیکن انہوں نے بغیر کسی نئے قانون کے ہی اسمگلروں اور ذہنی طور پر خطرناک افراد کو ملک سے نکالنے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ مینیسوٹا سے تقریباً 10 ہزار مجرم گرفتار ٹرمپ نے ریاست مینیسوٹا کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ وہاں سے ہی تقریباً 10 ہزار مجرموں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ وائٹ ہاؤس کی پریس سکریٹری کیرولین لیوٹ نے بعد میں اس تعداد کی تصدیق کرتے ہوئے کہا، "صرف مینیسوٹا میں 10 ہزار مجرموں کو گرفتار کیا گیا۔" انہوں نے امیگریشن اینڈ کسٹمز انفورسمنٹ اور بارڈر پیٹرول کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ان کا کام نہایت خطرناک اور ضروری ہے۔ ٹرمپ کے مطابق یہ افسران خطرناک افراد سے نمٹتے ہیں اور ان کا مقصد صرف انہیں ملک سے باہر نکالنا ہے۔

جو بائیڈن کی پالیسیوں پر ٹرمپ کی تنقید ٹرمپ نے یہ بھی کہا کہ اب دوسرے ممالک اپنے شہریوں کو واپس لینے میں تعاون کر رہے ہیں، جو پہلے نہیں ہوتا تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ زراعت، ہوٹلوں اور چھوٹے ریستورانوں میں کام کرنے والے غیر مجرمانہ مہاجرین کے تئیں حکومت کسی حد تک لچکدار رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ انہوں نے سابق صدر جو بائیڈن کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ان کی "کھلی سرحد" پالیسی کے باعث جرائم اور عدم استحکام میں اضافہ ہوا۔ ٹرمپ کے مطابق سابقہ پالیسیوں کے نتیجے میں دوسرے ممالک کی جیلوں اور ذہنی اداروں سے مجرم امریکہ پہنچ گئے۔ بھارتی لوگوں کے لیے بھی اہمیت کا حامل ٹرمپ نے کہا کہ سرحدی تحفظ ملک کی سلامتی اور استحکام کے لیے بے حد ضروری ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ غیر قانونی دراندازی تقریباً مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے اور موجودہ وقت میں امریکہ کی سرحدیں تاریخ کی سب سے مضبوط حالت میں ہیں۔ امریکہ میں مقیم بھارتی شہریوں اور بھارتی برادری کے لیے بھی یہ معاملہ خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ امیگریشن سے متعلق پالیسیاں، کارروائیاں اور ویزا نظام پر مسلسل نظر رکھی جا رہی ہے۔

ٹرمپ نے گرین لینڈ پر پرچم لہرانے کی اے آئی تصویر جاری کر دی

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے گرین لینڈ پر امریکی قبضہ کے عزم کو برقرار رکھتے ہوئے ایک نئی تصویر جاری کی ہے۔ سوشل ٹرتھ پر اپنے اکاؤنٹ میں ٹرمپ مصنوعی ذہانت سے بنی ہوئی ایک تصویر لگائی ہے جس میں گرین لینڈ کو امریکی حصہ بتایا گیا ہے اور ٹرمپ امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو اور دیگر کے ساتھ فتح کا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔ امریکی صدر کی پوسٹ کے بعد سوشل میڈیا پر مختلف تبصرے کیے جا رہے ہیں۔ ٹرمپ نے حال ہی میں یورپی ممالک کو گرین لینڈ نہ دینے پر ٹیرف کی دھمکی بھی دی جس پر یورپی ممالک کی طرف سے سخت رد عمل بھی آیا ہے۔ ٹرمپ کے 'بورڈ آف پیس' میں شمولیت کی چین نے تصدیق کر دی بیجنگ۔ 20 جنوری (ایجنسیز) بیجنگ نے منگل کو تصدیق کی کہ چین کو امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے "بورڈ آف پیس" میں شامل ہونے کی دعوت ملی ہے۔ ''چین کو امریکہ کا دعوت نامہ موصول ہوا ہے،'' ترجمان وزارتِ خارجہ گو جیاکون نے باقاعدہ نیوز بریفنگ میں کہا تاہم یہ نہیں بتایا کہ بیجنگ اس دعوت کو قبول کرے گا یا نہیں۔ یہ بورڈ دراصل جنگ زدہ غزہ کی تعمیرِ نو کی نگرانی کیلئے بنایا گیا تھا لیکن منشور اس کے کردار کو مقبوضہ فلسطینی علاقے تک محدود نہیں کرتا۔ واشنگٹن نے مختلف رہنماؤں سے کہا ہے کہ وہ ٹرمپ کی زیرِ صدارت بورڈ میں شامل ہوں جن میں روسی صدر ولادیمیر پوتن، ہنگری کے وزیرِ اعظم وکٹر اوربان اور کینیڈا کے وزیرِ اعظم مارک کارنی شامل ہیں۔ گو نے کہا کہ چین۔امریکہ تعلقات میں گذشتہ سال مجموعی طور پر استحکام آیا حالانکہ دونوں ممالک نے تجارتی جنگ میں ایک دوسرے کی مصنوعات پر ٹیرف کے بدلے ٹیرف عائد کیا۔ گو نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ گذشتہ ایک سال کے دوران چین اور امریکہ کے تعلقات میں نشیب و فراز آئے ہیں لیکن مجموعی طور پر ایک فعال اور اثر آفریں استحکام برقرار رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ چین اور امریکہ کے درمیان تعاون فریقین کیلئے فائدہ مند ہے جبکہ محاذ آرائی دونوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔

گل پلازہ آتشزدگی: ملبے سے ملنے والی 27 لاشوں میں سے آٹھ کی شناخت درجنوں تاحال لاپتہ

اسلام آباد: (ایجنسیاں) پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کے گل پلازہ شاپنگ مرکز میں آتشزدگی کے بعد ملبے سے اب تک 27 لاشوں کی باقیات نکالی جا چکی ہیں جن میں سے اب تک صرف آٹھ کی شناخت ممکن ہو سکی ہے۔ صدر کے علاقے میں واقع گل پلازہ میں سنیچر کی شب اچانک آگ بھڑک اُٹھی تھی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے پلازے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس پلازے میں جیولری، گھریلو اشیا، کمبل، قالین، بیگز، کراکری اور دیگر مصنوعات کی سینکڑوں دکانیں تھیں جو جل کر خاکستر ہو گئی ہیں جبکہ عمارت کا کچھ حصہ بھی آگ کی وجہ سے گر گیا ہے۔۔ ریسکیو 1122 کے مطابق آتشزدگی کے اس واقعے کے بعد درجنوں افراد تاحال لاپتا ہیں۔

پولیس سرجن ڈاکٹر سمعیہ سید نے منگل کو بی بی سی کو بتایا ہے کہ ان کے پاس اب تک 27 جسموں کے باقیات لائے گئے ہیں جن میں سے اب تک آٹھ افراد کی شناخت ہو گئی ہے۔

ان کے مطابق ایک لاش کی شناخت شناختی کارڈ جبکہ ایک خاتون کے گلے میں موجود لاکٹ سے انھیں پہچانا گیا۔ اس سے قبل ریسکیو حکام نے پیر کو بتایا تھا کہ ہلاک ہونے والوں میں ایک بچہ اور کراچی میٹرو پولیٹن کارپوریشن کا ایک فائر فائٹر بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر سمعیہ کے مطابق اب تک 48 لواحقین کے نمونے جمع کیے گئے ہیں جنھیں سندھ فارنزک ڈی این اے لیبارٹری، آئی سی سی بی ایس بھیجا جا رہا ہے۔ پولیس سرجن کے مطابق جیسے جیسے لاشیں موصول ہوتی رہیں گی، کارروائی جاری رہے گی۔

گل پلازہ کی متاثرہ عمارت میں منگل کو بھی ریسکیو آپریشن جاری رہا اور بھاری مشینری کے ذریعے ملبہ ہٹایا جاتا رہا۔

اس آپریشن میں فلاحی تنظیموں کے رضاکار بھی شامل ہیں۔ ایسے ہی ایک رضاکار محمد فاروق نے بتایا کہ دکانداروں نے ایک دکان کی نشاندہی کی تھی جہاں ان کا خیال تھا کہ کچھ لوگ موجود ہیں وہ جب وہاں پہنچے تو صرف گل پلازہ کی متاثرہ عمارت میں منگل کو بھی ریسکیو آپریشن جاری رہا اور بھاری مشینری کے ذریعے ملبہ ہٹایا جاتا رہا۔

اس آپریشن میں فلاحی تنظیموں کے رضاکار بھی شامل ہیں۔ ایسے ہی ایک رضاکار محمد فاروق نے بتایا کہ دکانداروں نے ایک دکان کی نشاندہی کی تھی جہاں ان کا خیال تھا کہ کچھ لوگ موجود ہیں وہ جب وہاں پہنچے تو صرف گل پلازہ کی متاثرہ عمارت میں منگل کو بھی ریسکیو آپریشن جاری رہا اور بھاری مشینری کے ذریعے ملبہ ہٹایا جاتا رہا۔ اس آپریشن میں فلاحی تنظیموں کے رضاکار بھی شامل ہیں۔ ایسے ہی ایک رضاکار محمد فاروق نے بتایا کہ دکانداروں نے ایک دکان کی نشاندہی کی تھی جہاں ان کا خیال تھا کہ کچھ لوگ موجود ہیں وہ جب وہاں پہنچے تو صرف راکھ اور کچھ برتن تھے۔

ایک اور رضاکار نے، جن کی انگلیاں زخمی تھیں، وہ ٹوٹے ہوئے برتن ہٹانے کی کوشش میں زخمی ہوئے۔ ان کے مطابق عمارت کے اندر اس قدر گرمائش ہے کہ بار بار جسم ٹھنڈا کرنے کے لیے باہر آنا پڑتا ہے۔

ایدھی فاؤنڈیشن کے سربراہ فیصل ایدھی کا کہنا تھا کہ وہ اس سے قبل بلدیہ فیکٹری، کیمیکلز کے گدام سمیت دیگر شدید آتشزدگی کے واقعات دیکھ چکے ہیں لیکن کسی میں بھی عمارت منہدم نہیں ہوئی یہ بات ضرور سوچنے کی ہے کہ یہ عمارتوں کیوں گری

گل پلازہ میں آتشزدگی کی تحقیقات کے لیے وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ کی جانب سے بنائی گئی کمیٹی کا پہلا اجلاس بھی منگل کو کمشنر کراچی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں دکانداروں اور متعلقہ حکام کے بیانات قلمبند کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ آگ لگنے کا وقت اور وجوہات سامنے آ سکیں۔

گورنر سندھ کامران ٹیسوری نے بھی منگل کو تاجروں کے وفد کے ساتھ مذاکرات کیے اور کہا کہ گل پلازہ انتظامیہ کو بری الذمہ قرار نہیں جا سکتا جنھوں نے حفاظتی انتظامات نہیں کیے تھے۔

ادھر شہر کی مختلف تاجر اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے جمعے کو گل پلازہ کے سامنے متاثرین کی بحالی کے لیے احتجاج کرنے کا اعلان بھی کیا ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ متاثرہ دکانداروں اور شہریوں کو فوری ریلیف اور بحالی کی اشد ضرورت ہے اور اس واقعے نے شہر کے نظامِ حکمرانی، فائر سیفٹی، ایمرجنسی رسپانس اور بلدیاتی تیاری پر سنجیدہ سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ ان کے مطابق ضلعی اور بلدیاتی سطح پر بروقت ردِ عمل اور رابطہ کاری میں واضح کمزوریاں نظر آئی ہیں۔

اس سال 80 لاکھ سے زیادہ سوڈانیوں کو خوراک کی ضرورت ہوگی: اقوام متحدہ

ویانا: (ایجنسیاں) اقوام متحدہ اور اس کے شراکت داروں نے سوڈان میں غذائی خدمات میں پیدا ہونے والے بڑے بحران کے بارے میں خبردار کر دیا۔ یہ بحران جنگ، نقل مکانی اور صحت و خوراک کی خدمات میں کمی کی وجہ سے مسلسل بڑھ رہا ہے۔ زمینی حالات 2026 کے دوران صورتحال مزید بگڑنے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے دفتر برائے ہم آہنگیِ انسانی امور (اوچا) کے مطابق 2026 میں 84 لاکھ سے زائد افراد کو غذائی امداد کی ضرورت ہوگی جن میں پانچ سال سے کم عمر کے تقریباً 50 لاکھ بچے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ 34 لاکھ سے زائد حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین صحت کی سہولیات کی کمی اور غذائی قلت کا شکار ہوں گی۔ اوچا کی رپورٹ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ سوڈان بھر میں 42 لاکھ بچے اور خواتین شدید غذائی قلت کا شکار ہوں گے جن میں پانچ سال سے کم عمر کے 8 لاکھ 24 ہزار سے زیادہ بچے انتہائی شدید غذائی قلت کا شکار ہو سکتے ہیں۔ امدادی کاموں کی نگرانی اور تشخیص کے معیاری طریقہ کار کے تحت کیے گئے 61 میں سے 31 سروے کے نتائج رواں سال کے دوران شدید غذائی قلت کے پھیلاؤ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے بتایا ہے کہ ان میں سے ایک سروے نے صورتحال کے قحط کے دہانے پر پہنچنے کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اس سروے کے مطابق کل آبادی کا تقریباً 34.2 فیصد حصہ قحط کے دہانے پر پہنچ سکتا ہے۔

یوکرین نے روسی بندرگاہ پر ڈرون سے کیا حملہ، تین افراد ہلاک

ماسکو: (ایجنسیاں) روس اور یوکرین کے درمیان ایک دوسرے پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تازہ اطلاعات میں مقامی حکام نے بتایا کہ روس کے کراسنوڈار علاقے میں واقع ایک بندرگاہ پر یوکرین نے ڈرون حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تین افراد کی موت ہو گئی۔ ٹیمریوک ضلع کے پورٹ ٹرمینل پر کیا گیا ڈرون حملہ کراسنوڈار کے گورنر وینامن کوندراتیف نے ٹیلی گرام پر بتایا کہ یہ حملہ ٹیمریوک ضلع کے وولنا گاؤں میں واقع پورٹ ٹرمینل پر ہوا، جس کے باعث وہاں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ تیل سے بھرے چار ٹینکوں تک پھیل گئی۔ آگ پر قابو پانے کی کوششیں جاری ہیں اور ایمرجنسی رسپانس آپریشن بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔ آگ کی زد میں آئے پیٹرولیم مصنوعات کے چار ٹینک حملے کے سبب پیٹرولیم مصنوعات کے چار ٹینک آگ کی زد میں آ گئے، جس میں تین افراد ہلاک اور آٹھ دیگر معمولی طور پر زخمی ہو گئے۔ تامان بندرگاہ روس کے لیے تیل، پیٹرولیم مصنوعات، کوئلہ، سلفر، امونیا، کاربامائیڈ اور غذائی اشیا کی برآمد کا ایک بڑا مرکز ہے۔

ادیغیا کے تختاموکسکی ضلع میں کیا گیا تھا ڈرون حملہ اس سے قبل 20 جنوری کی رات روس کے ریپبلک آف ادیغیا کے تختاموکسکی ضلع میں ایک ڈرون حملے میں کم از کم 11 افراد زخمی ہو گئے تھے۔ ادیغیا کے سربراہ مراد کومپیلوف نے اپنے ٹیلی گرام چینل پر اس کی اطلاع دی تھی۔ کومپیلوف کے مطابق زخمیوں میں سے نو افراد کو اسپتال میں داخل کرایا گیا تھا، جن میں دو بچے بھی شامل تھے۔ تمام متاثرین کی حالت مستحکم بتائی گئی ہے اور کسی ہلاکت کی اطلاع نہیں ملی۔ یہ حملہ نوواِیا ادیغیا گاؤں میں ہوا تھا، جس کے بعد شدید آگ لگ گئی اور ایک اپارٹمنٹ عمارت اور قریبی پارکنگ کو نقصان پہنچا۔ آگ کے نتیجے میں 15 گاڑیاں جل گئیں جبکہ 25 دیگر گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا۔

روسی حملوں کے باعث بجلی اور پانی کی فراہمی متاثر اس سے پہلے، کیف کے میئر وِٹالی کلٹسکو نے منگل کے روز اعلان کیا تھا کہ روس کے فضائی حملوں کے باعث یوکرین کے دارالحکومت میں بڑے پیمانے پر بجلی اور پانی کی فراہمی متاثر ہوئی ہے۔ کلٹسکو نے ٹیلی گرام پر لکھا کہ رات بھر ہونے والے روسی فضائی حملوں کے بعد کیف میں مجموعی طور پر 5,635 اپارٹمنٹ عمارتیں بغیر ہیٹنگ سے رہ گئیں۔

انہوں نے کہا کہ حملوں کی وجہ سے بجلی اور پانی کی سپلائی میں شدید رکاوٹ آئی، جبکہ یوٹیلیٹی اور توانائی کے کارکنان ہیٹنگ، پانی اور بجلی کی بحالی کے لیے کام کر رہے تھے۔ میئر کے مطابق کیف میں ایک خاتون زخمی ہوئی، جبکہ کئی عمارتوں اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس
دارالحکومت
کاٹھمانڈو نیپال

نیوزی لینڈ میں لینڈ سلائیڈ سے تباہی، سیاحت کے لیے آئے کئی افراد لاپتہ

واشنگٹن: (ایجنسیاں) نیوزی لینڈ کے بے آف پلینٹی خطے میں ماؤنٹ ماؤنگانوئی کے دامن میں واقع ایک ہالیڈے پارک میں جمعرات کے روز لینڈ سلائیڈ کا واقعہ پیش آیا، جس کے نتیجے میں کئی افراد لاپتہ ہو گئے ہیں، جن میں بچے بھی شامل ہیں۔ یہ حادثہ اس وقت پیش آیا جب شدید بارش کے بعد زمین کھسک گئی اور چھٹی منانے والوں کے لیے بنائے گئے کیمپ گراؤنڈ کو ملبے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہنگامی حالات کے انتظام کے وزیر مارک مچل نے اس واقعے کو ایک المیہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیچ سائیڈ ہالیڈے پارک میں تلاش اور بچاؤ کا عمل مسلسل جاری ہے۔

نیوزی لینڈ فائر اینڈ ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ کے کمانڈر ولیم پائیک نے بتایا کہ ابتدائی طور پر امدادی ٹیموں کو ملبے کے نیچے سے کچھ آوازیں سنائی دی تھیں، لیکن بعد میں کوئی آواز نہیں آئی۔ اب تک کسی بھی زندہ شخص کے ملنے کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔

مقامی وقت کے مطابق صبح تقریباً 9:30 بجے لینڈ سلائیڈ ہوا۔ ملبہ کیمپر وینز، گاڑیوں، خیموں، ہاٹ پولز اور ایک شاور بلاک پر آ گرا، جس کے بعد پورے علاقے میں افراتفری مچ گئی اور لوگوں کو فوری طور پر محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔ ہنگامی خدمات اب بھی اس بات کو یقینی بنانے میں مصروف ہیں کہ کوئی شخص علاقے میں پھنس نہ گیا ہو۔

ٹاؤرنگا میں ریکارڈ توڑ بارش کے بعد لینڈ سلائیڈ

یہ لینڈ سلائیڈ ٹاؤرنگا شہر میں ریکارڈ توڑ بارش کے بعد ہوا۔ اعداد و شمار کے مطابق، صبح 9 بجے تک کے 24 گھنٹوں میں وہاں 270 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی۔ شدید بارش اور سیلاب نے رات بھر نارتھ آئی لینڈ کے کئی حصوں کو متاثر کیا۔ ہزاروں افراد بجلی سے محروم ہو گئے ہیں، جبکہ مشرقی ساحل اور نارتھ لینڈ کے کچھ علاقوں میں کمیونٹیز کا رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔

انتظامیہ کی حفاظتی ہدایات پر عمل کرنے کی اپیل

نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم کرسٹوفر لکسن نے متاثرہ علاقوں کے لوگوں سے مقامی انتظامیہ کی حفاظتی ہدایات پر عمل کرنے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے سوشل میڈیا پر لکھا، "نارتھ آئی لینڈ میں موسم خطرناک حالات پیدا کر رہا ہے۔ حکومت متاثرہ افراد کی ہر ممکن مدد کر رہی ہے۔" ماؤنٹ ماؤنگانوئی کے علاقے میں اس ہفتے شدید طوفان اور سیلاب کے اثرات دیکھے گئے ہیں۔ یہاں 12 گھنٹوں میں ڈھائی ماہ کے برابر بارش ریکارڈ کی گئی، جو اپنے آپ میں ایک ریکارڈ ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

کینیڈا نے امریکی حملے کے خلاف فوجی منصوبہ کیا تیار

واشنگٹن:(نیوز ایجنسی) وفاقی حکام نے منگل کو کہا ہے کہ کینیڈا نے ایک فوجی منصوبہ تیار کیا ہے تاکہ ایک مفروضی امریکی حملے کے خلاف جوابی کارروائی کی جا سکے۔ گلوب اینڈ میل نے رپورٹ کیا کہ یہ اقدام صدی سے زیادہ عرصے میں پہلی بار ہے جس میں اس نے اپنے جنوبی ہمسایہ ملک کے ساتھ رسمی طور پر کسی تنازعے کا ماڈل تیار کیا ہے۔یہ جوابی منصوبہ اس وقت سامنے آیا جب امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے منگل کے اوائل میں اپنے ٹروتھ سوشل پلیٹ فارم پر کینیڈا اور گرین لینڈ پر امریکی پرچم سے آراستہ ایک اشتعال انگیز تصویر پوسٹ کی تھی۔حکام نے گلوب اینڈ میل کو بتایا کہ کینیڈا کے پاس امریکہ کے مکمل حملے کا مقابلہ کرنے کی فوجی طاقت موجود نہیں ہے لہٰذا اس منصوبے میں فوجی اہلکاروں اور شہریوں کے چھوٹے گروپوں کو غیر روایتی جوابی حکمتِ عملی اپنانے کا کہا گیا ہے۔حکام کا نام ظاہر نہیں کیا گیا کیونکہ انہیں اس منصوبے کے بارے میں بات کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ منظر نامے کے مطابق یہ گروپس امریکی حملہ آوروں کے خلاف گھات، ڈرون اور تباہ کاری جیسی تکنیکیں استعمال کریں گے۔ یہی حکمتِ عملیاں افغان طالبان نے دہائیوں قبل روسیوں کے خلاف اور پھر بیس سال قبل امریکی افواج اور ان کے حلیفوں کے خلاف استعمال کی تھیں

جنوبی کوریا کے سابق وزیر اعظم کو 23 سال قید کی سزا

سیول:(ایجنسیاں) جنوبی کوریا کی ایک عدالت نے معزول صدر یون سک۔یول کی انتظامیہ کے دوران مارشل لا نافذ کرنے کی ناکام کوشش کے جرم میں سابق وزیراعظم ہان ڈک۔سو کو 23 سال قید کی سزا سنائی ہے۔یانہاپ نیوز کے مطابق، سول سینٹرل ڈسٹرکٹ کورٹ نے یہ سزا سنائی اور یہ پہلا فیصلہ ہے جس نے 3 دسمبر 2024 کے مارشل لا اعلان کو بغاوت قرار دیا ہے۔76 سالہ ہان ڈک سو یون کے دور میں جنوبی کوریا کے وزیراعظم رہے، جنہیں پچھلے سال مارشل لا نافذ کرنے کی کوشش کے باعث عہدے سے ہٹایا گیا تھا۔یہ فیصلہ اس بات کی پہلی بار تصدیق کرتا ہے کہ مارشل لا کی کوشش کے سلسلے میں یون کی کابینہ کے کسی رکن کو سزا سنائی گئی ہے۔ گزشتہ ہفتے یون کو بھی حراست میں لینے کی تفتیشی کوششوں میں رکاوٹ ڈالنے کے الزامات پر پانچ سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔مارشل لا کیس کی تفتیش کرنے والے ایک خصوصی استغاثہ نے بغاوت کے الزامات کے تحت یون کے لیے سزائے موت کا مطالبہ کیا ہے۔اس مقدمے پر عدالتی فیصلہ 19 فروری کو متوقع ہے۔

ہند۔اسپین تجارتی تعلقات مضبوط ہوں گے: صدر مرمو

نئی دہلی:/بھارت

(نیوز ایجنسی) صدر دروپدی مرمو نے یقین ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان اور اسپین کے درمیان تجارتی تعلقات ہندوستان۔یورپی یونین آزاد تجارتی معاہدے پر دستخط کے بعد مزید مضبوط ہوں گے۔راشٹرپتی بھون میں اسپین کے امور خارجہ، یورپی یونین اور کوآپریشن کے وزیر مسٹر البارِیس کا خیر مقدم کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہندوستان اور اسپین کے درمیان تعلقات صدیوں پرانے ہیں، جو تجارت، ثقافت، جمہوریت اور تکثیریت کی مشترکہ اقدار سے مالا مال ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ سال ہمارے سفارتی تعلقات کی 70 ویں سالگرہ کا ہے، جسے 'ثقافت، سیاحت اور مصنوعی ذہانت کے ہندوستان-اسپین دوہرے سال' کے طور پر منایا جارہا ہے۔صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہندوستان اور اسپین کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری میں توسیع کے ساتھ اقتصادی تعلقات مسلسل بڑھ رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ انجینئرنگ، ریلوے، قابل تجدید توانائی، شہری خدمات اور دفاعی ایرو اسپیس میں اسپین کی طاقت ہندوستان کی ترقیاتی ترجیحات کی تکمیل کرتی ہے۔انہوں نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ہند-یورپی یونین ایف ٹی اے پر دستخط سے دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ کثیر ملکی نظام کے مضبوط پیروکاروں کے طور پر ہندوستان اور اسپین کو دنیا بھر میں امن، خوشحالی اور استحکام کے اپنے مشترکہ اہداف کو آگے بڑھانے کے لیے اقوام متحدہ اور جی-20 جیسے کثیر ملکی پلیٹ فارمز پر مل کر کام کرنا چاہیے۔

نیپال نے سابق آسٹریلیائی کرکٹر ایان ہاروے کو ٹی 20 ورلڈ کپ کے لیے باؤلنگ کنسلٹنٹ مقرر کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال کرکٹ ایسوسی ایشن نے آسٹریلیا کے سابق فاسٹ باؤلر ایان ہاروے کو 2026 کے ٹی 20 ورلڈ کپ کی تیاریوں کے لیے مردوں کی ٹیم کا باؤلنگ کنسلٹنٹ مقرر کیا ہے، جس کی میزبانی ہندوستان اور سری لنکا کریں گے۔53 سالہ ایان ہاروی، جو اپنی باؤلنگ کی مختلف حالتوں اور رفتار میں تغیرات کے لیے مشہور ہیں، نیپال کی کوچنگ ٹیم میں شامل ہوں گے۔ وہ موجودہ ہیڈ کوچ اسٹورٹ لا کے ماتحت کام کریں گے۔ ایان ہاروے کو بین الاقوامی اور ڈومیسٹک کرکٹ کا وسیع تجربہ ہے۔انہوں نے آسٹریلیا کے لیے 73 ون ڈے کھیلے جس میں 85 وکٹیں حاصل کیں اور 715 رنز بنائے۔ وہ 2003 میں جنوبی افریقہ میں آئی سی سی ون ڈے ورلڈ کپ جیتنے والی آسٹریلیائی ٹیم کا بھی حصہ تھے۔ کھیل سے ریٹائر ہونے کے بعد ہاروی نے کوچنگ میں بھی اپنا نام روشن کیا اور انگلش کاؤنٹی کلب گلوسٹر شائر کے کوچ کے طور پر خدمات انجام دیں۔نیپال 2026 کے ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ میں اپنی مہم کا آغاز 8 فروری کو انگلینڈ کے خلاف کرے گا۔ میچ ممبئی کے تاریخی وانکھیڑے اسٹیڈیم میں کھیلا جائے گا۔

نیپالی کانگریس میں تقسیم کو منسوخ کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں درخواست دائر

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

شیر بہادر دیوبا کے دھڑے نے گگن تھاپا کی قیادت والی نیپالی کانگریس کو تسلیم کرنے کے فیصلے کو منسوخ کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی ہے۔ سماعت 20 جنوری کو ہو گی۔ سپریم کورٹ کے ترجمان ارجن کوئرالا نے رٹ پٹیشن کے اندراج کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ رٹ پٹیشن دائر کر دی گئی ہے لیکن پیر کو عام تعطیل ہونے کی وجہ سے اس کی سماعت منگل کو مقرر کی گئی ہے۔ الیکشن کمیشن نے ایوان نمائندگان کے لیے کاغذات نامزدگی کی آخری تاریخ 20 جنوری مقرر کی ہے۔ نتیجتاً کانگریس پارٹی کے اندر جاری تنازعات نامزدگیوں سے پہلے حل ہونے کا امکان نہیں ہے۔ تمام سیاسی جماعتیں 5 مارچ کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کے لیے امیدواروں کا انتخاب کر رہی ہیں۔ سی پی این یو ایم ایل اور نیپالی کمیونسٹ پارٹی (این سی پی) نے اپنے امیدواروں کو تقریباً حتمی شکل دے دی ہے۔اسی طرح راشٹریہ سوتنتر پارٹی آر ایس پی نے آج مرکزی کمیٹی کا اجلاس بلایا ہے۔ دیگر جماعتوں نے بھی اپنے امیدواروں کو تقریباً فائنل کر لیا ہے۔

کانگریس پارٹی میں صدر تھاپا سابقہ سفارشات کی بنیاد پر امیدواروں کو نامزد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ دریں اثنا، دیوبا دھڑے نے ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے کہ آیا سپریم کورٹ میں ان کے اقدام کی وجہ سے امیدوار کھڑا کیا جائے یا نہیں۔

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383-
+9779817619786
+91 7398 208 053

نیپال میں نقد لین دین پر 5 لاکھ روپے کی حد نافذ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو ملک میں نقد لین دین کو منظم اور شفاف بنانے کے مقصد سے آج سے نقد کاروبار پر 5 لاکھ روپے کی حد نافذ کر دی گئی ہے۔ حکومت کی جانب سے 16 منسیر کو کیے گئے فیصلے کے مطابق اب بینک اور مالیاتی ادارے کسی ایک فرد کے ساتھ 5 لاکھ روپے سے زائد نقد لین دین نہیں کر سکیں گے۔ اس سے قبل یہ حد 10 لاکھ روپے مقرر تھی۔نئے ضابطے کے تحت اب کوئی بھی

شخص بینک سے ایک ہی مرتبہ میں 5 لاکھ روپے سے زیادہ نقد رقم نہیں نکال سکے گا۔ اسی طرح کسی بھی قسم کی اشیاء کی خرید و فروخت میں بھی 5 لاکھ روپے سے زائد نقد لین دین کی اجازت نہیں ہو گی۔ نیپال راشٹر یہ بینک کے مطابق زیادہ مقدار میں نقد لین دین غیر قانونی سرگرمیوں کے امکانات کو بڑھاتا ہے، اسی خدشے کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکام کا ماننا ہے کہ اس اقدام سے ڈیجیٹل اور آن لائن لین دین کو فروغ ملے گا اور مالی نظام مزید مضبوط ہو گا۔ البتہ اس فیصلے میں کچھ اہم استثنات بھی رکھے گئے ہیں۔ نقد رقم نکالنے پر پابندی کے باوجود، بینک یا مالیاتی اداروں میں نقد جمع کرانے یا قرض کی ادائیگی پر کسی قسم کی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ اسی طرح بینکوں کے درمیان ہونے والے انٹر بینک لین دین پر بھی کسی حد کا اطلاق نہیں ہو گا۔ مزید برآں، ریمیٹینس کمپنیاں، کوآپریٹو ادارے، بنیادی ڈھانچے کے منصوبے، آبی بجلی، سڑک اور مواصلات کے شعبے سے وابستہ منصوبوں میں کام کرنے والے ملازمین اور مزدوروں کی تنخواہوں اور اجرتوں کی ادائیگی کے لیے مقررہ حد سے زیادہ نقد لین دین کی اجازت دی گئی ہے۔

(اے این پی) عام انتخابات میں کسی جماعت کے ساتھ اتحاد نہیں کرے گی: کلمن گھیسنگ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو اجیانیپال پارٹی (یو این ای پی اے) کے چیئرمین کلمان گھیسنگ نے کہا ہے کہ پارٹی کسی بھی پارٹی میں ضم کیے بغیر اپنی پالیسیوں، اصولوں اور پروگراموں کی بنیاد پر آزادانہ طور پر آگے بڑھے گی۔ انہوں نے سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی ان افواہوں کی تردید کی کہ پارٹی نیپالی کمیونسٹ پارٹی اور دیگر کے ساتھ ضم ہونے والی ہے۔ انہوں نے کہا، "مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر گردش کرنے والی یہ افواہیں کہ اجایا نیپال پارٹی، جس کا میں چیئرمین ہوں، دیگر پارٹیوں، خاص طور پر نیپالی کمیونسٹ پارٹی، میرا نام میرے نام کے ساتھ جوڑ کر، کے ساتھ ضم ہونے والی ہے، مکمل طور پر گمراہ کن اور غلط ہیں۔" انہوں نے کہا کہ اجایا نیپال پارٹی کسی بھی پارٹی میں ضم ہوئے بغیر اپنی پالیسیوں، اصولوں اور پروگراموں کی بنیاد پر آزادانہ طور پر آگے بڑھ رہی ہے۔ اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ یہ مستقبل میں بھی اسی طرح آگے بڑھے گا۔ انہوں نے کہا، "میں سب سے مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ ایسی بے بنیاد اور گمراہ کن خبروں پر یقین نہ کریں۔"

سید ظہیر احمد فنا
نیپال اردو ٹائمز

سرخی:

"بیوی کو قتل کیا ہے مگر مجرم نہیں ہوں، ہندوستانی شخص کی آسٹریلوی عدالت میں انوکھی منطق"

اہم تفصیلات:

* واقعہ: آسٹریلیا کے شہر ایڈیلیڈ میں مقیم ایک بھارتی نژاد شخص،

وکرانت ٹھاکر (عمر 42 سال)، پر اپنی 36 سالہ اہلیہ سپریا ٹھاکر کے قتل کا الزام ہے۔
* عدالتی بیان: ملزم نے عدالت میں اعتراف کیا کہ اس کی بیوی کی موت اس کے ہاتھوں ہوئی ہے، لیکن اس نے 'قتل' (Murder) کے الزام سے انکار کیا ہے۔ اس کا موقف ہے کہ یہ ایک "غیر ارادی حادثہ" تھا، اس لیے وہ مجرم نہیں۔
* پس منظر: یہ واقعہ دسمبر میں ایڈیلیڈ کے شمالی مضافات میں پیش آیا۔ پولیس کو ایک ہنگامی کال موصول ہوئی تھی، جہاں پہنچنے پر سپریا بے ہوش پائی گئیں اور طبّی امداد کے باوجود جانبر نہ ہو سکیں۔
* مقتولہ کے بارے میں: دوستوں اور کمیونٹی کے مطابق سپریا ایک محنتی ماں اور شفیق انسان تھیں جو نرس بننے کا خواب دیکھتی تھیں۔ ان کے یتیم ہونے والے کمسن بیٹے کی مدد کے لیے فنڈ ریزنگ بھی شروع کر دی گئی ہے۔

وزیر تعلیم مہابیر پن اپنے عہدے سے مستعفی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو وزیر تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی مہاویر پن نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ وزیر خزانہ رامیشور کھنال نے سوشل میڈیا کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ مہاویر پن نے باضابطہ طور پر اپنا استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ وزیر اعظم کے پریس مشیر رام راول نے یہ بھی کہا کہ پن نے وزیر اعظم سوشیلا کارکی کو اپنے استعفیٰ کے بارے میں زبانی طور پر آگاہ کیا بیان کے مطابق مہاویر پن نے استعفے کی وجہ اپنے سماجی اور تعلیمی مشن کو پوری توجہ کے ساتھ آگے بڑھانے کی خواہش کو قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ عہدے سے الگ ہو کر اپنے طے شدہ مقاصد اور عوامی خدمت کے کاموں کو مزید مؤثر انداز میں جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ مہاویر پن کے استعفے کو تعلیمی اور سیاسی حلقوں میں ایک غیر معمولی اور بامعنی قدم کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، جس پر مختلف ردعمل سامنے آ رہے ہیں۔ قبل ازیں توانائی کے وزیر کلمان گھیسنگ نے استعفیٰ دے دیا اور اجایا نیپال پارٹی کے چیئرمین کے طور پر انتخابی میدان میں اترے۔ اسی طرح نوجوان اور کھیل کے وزیر بلو گپتا اور وزیر مواصلات جگدیش کھرل نے بھی استعفیٰ دے دیا ہے اور وہ راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی طرف سے ایوان نمائندگان کے لیے انتخاب لڑ رہے ہیں

سرخیاں

سید ظہیر احمد فنا
نیپال اردو ٹائمز

سرخی: وائرل ویڈیو کیس: حکومت کا سخت قدم، آئی پی ایس افسر معطل ڈی جی پی کے خلاف سخت اقدامات، کرناٹک ویمن کمیشن کی جانب سے کارروائی کا مطالبہ

اہم نکات:

* واقعہ: کرناٹک حکومت نے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل آف پولیس (ADGP) ڈاکٹر پی راویندر ناتھ کو فوری طور پر معطل کر دیا ہے۔
* وجہ: ان پر الزام ہے کہ انہوں نے ایک عوامی جگہ (کافی شاپ) پر خواتین کی نازیبا ویڈیوز بنائیں یا ان کے ساتھ غیر مہذب سلوک کیا۔ یہ ویڈیوز سوشل میڈیا اور نیوز چینلز پر وائرل ہونے کے بعد حکومت نے یہ قدم اٹھایا۔
* حکومتی موقف: وزیر داخلہ اور ریاستی حکومت کا کہنا ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کا ایسا رویہ ناقابلِ قبول ہے جس سے محکمے کی بدنامی ہو۔ ان کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔
* ویمن کمیشن کا کردار: کرناٹک اسٹیٹ ویمن کمیشن نے اس معاملے کا سخت نوٹس لیا اور پولیس کے اعلیٰ حکام کو خط لکھ کر مطالبہ کیا کہ اس معاملے کی شفاف تحقیقات کی جائیں اور قصوروار افسر کو سخت سزا دی جائے۔ * قواعد کی خلاف ورزی: رپورٹ کے مطابق، افسر کا یہ عمل 'آل انڈیا سروسز (کنڈکٹ) رولز 1968' کی سنگین خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے۔ * کرناٹک اسمبلی اجلاس آج سے: مشترکہ اجلاس سے گورنر کے خطاب پر تجسس برقرار۔
* تقریر کا 11 واں پیرا گراف تنازع کا باعث: حکومت پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں، ایچ کے پاٹل نے آئینی موقف واضح کر دیا۔

تفصیلات: 1. تنازع کی وجہ: رپورٹ کے مطابق، گورنر کے خطاب کے 11 ویں پیرا گراف پر اختلاف پیدا ہوا ہے۔ گورنر نے اس پیرا گراف کو حذف (Remove) کرنے کا مشورہ دیا تھا، لیکن حکومت نے اسے ہٹانے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

2. 11 ویں پیرا گراف میں کیا لکھا ہے؟ اس پیرا گراف میں مرکز (مرکزی حکومت) کی جانب سے ریاست کے ساتھ مبینہ ناانصافیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں درج ہے کہ: * 15 ویں مالیاتی کمیشن میں ریاست کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ * خشک سالی (Drought) سے راحت کے لیے فنڈز کی عدم فراہمی۔ * بھدرا اپر پراجیکٹ اور دیگر ترقیاتی کاموں میں مرکز کا رویہ۔ 3. حکومت کا موقف (ایچ کے پاٹل کا بیان): وزیر قانون و پارلیمانی امور ایچ کے پاٹل نے کہا کہ:
* یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے مسائل اور مرکز کی ناانصافیوں پر آواز اٹھائے۔ * آئین کے آرٹیکل 176(1) کے تحت حکومت گورنر کی تقریر تیار کرتی ہے اور گورنر اسے پڑھنے کے پابند ہیں۔
* انہوں نے واضح کیا کہ حکومت اپنے موقف پر قائم ہے اور یہ تقریر کابینہ کی منظوری کے بعد تیار کی گئی ہے۔

4. موجودہ صورتحال:
ابھی تک یہ واضح نہیں ہے کہ گورنر اس پیرا گراف کو پڑھیں گے یا نہیں۔ ایچ کے پاٹل کا کہنا ہے کہ انہیں امید ہے کہ گورنر اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے خطاب کریں گے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

بالین شاہ نے جھاپا-5-پارلیمانی حلقہ سے کاغذات نامزدگی داخل کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

جھاپا نیپال کی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں کی ایوان نمائندگان کے الیکشن کے لئے کاٹھمنڈو کے سابق میئر بالیندر شاہ (بالین) نے راشٹریہ سوتنتر پارٹی آر ایس پی) کے امیدوار کے طور پر جھپا- حلقے سے انتخاب کے لیے اپنا کاغذات نامزدگی داخل کیا۔ آر ایس پی کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار کی نامزدگی کے دوران شاہ ان کے حامی اور پارٹی کارکنان بھی جھپا میں انتخابی دفتر پہنچ گئے۔ پارٹی کے رہنما بھیشراج بھٹارائی نے شاہ کے تجویز کنندہ اور بھومینند برال نے ان کے حمایتی کے طور پر کاغذات نامزدگی پر دستخط کیے۔ سابق وزیر اعظم اور نیپالی کمیونسٹ پارٹی (یونیفائیڈ مارکسسٹ لیننسٹ) کے صدر کے پی شرما اولی بھی جھپا 5 حلقے سے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ نیپالی کمیونسٹ پارٹی نے رنجیت تمانگ کو اپنا امیدوار نامزد کیا ہے۔ ایوان نمائندگان کے انتخابات 5 مارچ کو ہونے والے ہیں۔ ایوان نمائندگان کے 275 ارکان میں سے 110 کا انتخاب متناسب نمائندگی کے نظام کے تحت اور 165 کا انتخاب براہ راست انتخابات کے ذریعے ہوتا ہے۔ کمیشن نے اس سے قبل متناسب نمائندگی کے نظام کے تحت امیدواروں کی حتمی فہرست شائع کی تھی

زین جی موومنٹ کا لامیچھانے کے خلاف مقدمہ واپس لینے کے فیصلے پر احتجاج

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کی زین جی موومنٹ نے راسٹریہ سواتنتر پارٹی کے صدر اور سابق نائب وزیر اعظم روی لامیچھانے کے خلاف کوآپریٹو فراڈ، منی لانڈرنگ اور منظم جرائم کے مقدمات واپس لینے کے فیصلے پر شدید احتجاج کیا ہے۔ جمعرات کو جاری ہونے والے ایک بیان میں تنظیم نے اٹارنی جنرل پر مجرموں کو تحفظ دے کر قانون کی بالادستی کو کمزور کرنے کا الزام لگایا۔ تنظیم نے کہا کہ اس طرح کے اقدامات جمہوری اقدار متاثرین کے انصاف کے حق اور ریاست کی ذمہ داری کے خلاف ہیں۔ بیان میں یہ بھی یاد دلایا گیا کہ پہلے ہی جسٹس جنرل سبیتا بھنڈاری کو فوری طور پر ہٹانے کے مطالبات کیے جا چکے ہیں، اور اب وہ سنگین جرائم میں ملوث ایک گینگ کو غیر قانونی طور پر تحفظ فراہم کرنے کے الزامات کا سامنا کر رہی ہیں۔
تنظیم نے یہ بھی کہا کہ گڈ گورننس اور قانون کی حکمرانی کی تحریک زین جی تحریک نے 76 لوگوں کی جانیں لیں اور 3000 سے زیادہ زخمی ہوئے۔ ایسی تاریخی قربانیوں کو نظر انداز کرنا اور مجرموں کو بچانا انتہائی قابل اعتراض ہے۔ 9 ستمبر کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے، اس نے الزام لگایا کہ لامیچھانے کے گروپ نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے مقصد سے، جیلوں میں گھس کر قیدیوں کو آزاد کیا اور ملک بھر میں انتشار پھیلایا۔ تنظیم نے کہا کہ کوآپریٹو فراڈ کے لاکھوں متاثرین ابھی تک انصاف کے منتظر ہیں اور بہت سے لوگ شدید ذہنی اور جسمانی اذیت کا شکار ہیں۔ بیان میں اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے۔ طاقتور کے لیے مراعات اور متاثرین کے لیے خاموشی ناقابل قبول ہے۔ تنظیم نے وزیر اعظم سوشیلا کارکی اور ان کے مقرر کردہ اٹارنی جنرل کے خلاف عوامی بائیکاٹ اور سول نافرمانی کا مطالبہ کیا ہے، مجرموں کے تحفظ کے کلچر کو فوری طور پر ختم کرنے، اٹارنی جنرل کی برطرفی اور کوآپریٹو فراڈ کے متاثرین کے لیے غیر جانبدارانہ انصاف کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا ہے

نیپالی کانگریس کے دو دھڑوں میں ممکنہ تصادم، الیکشن کمیشن نے سیکورٹی بڑھادی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپالی کانگریس کے دو حریف دھڑوں کے درمیان ممکنہ تصادم کو روکنے کے لیے کانتی پتھ کے بہادر بھون میں الیکشن کمیشن کے احاطے میں سیکورٹی سخت کر دی گئی ہے۔ گگن تھاپا کے دھڑے سے وابستہ رہنما اور کارکن الیکشن کمیشن میں جمع ہو گئے ہیں جبکہ شیر بھادر دیوبا دھڑے کے رہنما بھی پہنچ رہے ہیں۔ الیکشن کمیشن میں کشیدگی کا ماحول ہے، دونوں جانب سے نعرے بازی کی گئی۔ تصادم کے پیش نظر بہادر بھون کے اندر اور اطراف میں سیکورٹی اہلکاروں کو تعینات کیا گیا ہے۔ مزید برآں، بہادر بھون کے مین گیٹ پر سیکورٹی فورسز کی تعداد میں نمایاں اضافہ کیا گیا ہے۔ فی الحال گگن تھاپا دھڑے کے کارکنان کمیشن کے احاطے میں احتجاج کر رہے ہیں۔ اس سے قبل سانیپا میں پارٹی کے مرکزی دفتر میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں نیپالی کانگریس کے قائم مقام صدر پورن بہادر کھڑکا نے پارٹی کو سرکاری طور پر تسلیم نہ کرنے کی صورت میں احتجاج کا انتباہ دی

الیکشن کمیشن نے گگن تھاپا کی زیر قیادت نیپالی کانگریس کو باضابطہ پارٹی تسلیم کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

الیکشن کمیشن نے گگن تھاپا کی قیادت والی نیپالی کانگریس کو سرکاری شناخت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی پارٹی کا انتخابی نشان، درخت اور چار ستارہ جھنڈا باضابطہ طور پر تھاپا کی قیادت والے دھڑے کے پاس چلا گیا ہے۔ یہ فیصلہ مؤثر طریقے سے پارٹی کی میراث تھاپا کو منتقل کرتا ہے، جنہیں 11 جنوری سے جمعرات کی صبح تک منعقدہ دوسرے خصوصی جنرل کنونشن کے ذریعے پارٹی صدر منتخب کیا گیا تھا۔ کاٹھمانڈو میں منعقدہ کنونشن میں تھاپا کو پارٹی کا نیا سربراہ قرار دیا گیا تھا۔ پہلے دن میں، گگن تھاپا کی زیر قیادت اور شیر بہادر دیوبا کی زیر قیادت دونوں دھڑوں کے رہنما اور کارکن اپنے اپنے دعوے اور دلائل پیش کرنے کے لیے الیکشن کمیشن کے سامنے پیش ہوئے۔ فیصلے کے بعد دونوں دھڑوں کے حامی کمیشن کے دفتر کے باہر جمع ہو گئے۔ جہاں تھاپا کے حامیوں نے فیصلے کا جشن منایا، دیوبا کے ساتھ منسلک کارکنوں نے اس فیصلے پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے احتجاج کیا اور نعرے لگائے۔ صورتحال کے پیش نظر الیکشن کمیشن کے اطراف سیکیورٹی سخت کر دی گئی ہے۔ قائم مقام صدر، پورن بہادر کھڑکا نے خبردار کیا تھا کہ اگر الیکشن کمیشن نے ان کے دھڑے کو سرکاری تسلیم کرنے سے انکار کیا تو ملک گیر احتجاج کیا جائے گا۔ پارٹی کے صدر شیر بہادر دیوبا کی رضامندی کے بغیر ایک خصوصی جنرل کنونشن کے انعقاد کے بعد نیپالی کانگریس کے اندر اندرونی رسہ کشی مزید گہری ہو گئی۔ کاٹھمانڈو کے بھریکوٹی منڈپ میں منعقدہ کنونشن نے گگن تھاپا کو پارٹی صدر منتخب کیا۔ کنونشن کے بعد، دیوبا دھڑے نے تھاپا اور اس کے اتحادیوں پر ایک "غیر قانونی" اجتماع منعقد کرنے کا الزام لگایا اور بعد میں تھاپا، بِشواپرکاش شرما اور فارم اللہ منصور کو پارٹی سے نکال دیا۔

انتخابی عمل ملتوی کرنے کا مطالبہ، دیوبا دھڑے نے الیکشن کمیشن کو خط لکھا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپالی کانگریس کے شیر بہادر دیوبا دھڑے نے الیکشن کمیشن کو خط لکھ کر 20 مارچ کو ہونے والے نامزدگی کے عمل کو ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ نیپال میں ایوان نمائندگان کے لیے انتخابات 5 مارچ کو ہونے والے ہیں۔ اس الیکشن کے لیے نامزدگی کی آخری تاریخ 20 جنوری ہے۔ دیوبا دھڑے کے رہنما من بہادر وشوکرما کے مطابق پارٹی کے چیف سکریٹری اور سابق اٹارنی جنرل کھم بہادر کھاٹی نے الیکشن کمیشن سے درخواست کی ہے کہ انتخابی عمل کو روک دیا جائے کیونکہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے حال ہی میں سپریم کورٹ میں دائر رٹ کی مصدقہ کاپی حاصل کر کے الیکشن کمیشن میں جمع کرائی ہے، تاکہ اس بنیاد پر انتخابی عمل کو ملتوی کیا جا سکے۔ پارٹی کے خصوصی کنونشن نے ایک ورکنگ کمیٹی کا انتخاب کیا ہے، جس میں گگن کمار تھاپا بھی شامل ہے، اور الیکشن کمیشن نے پہلے ہی سرکاری شناخت دینے کے اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا ہے۔ دیوبا گروپ نے آج سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی ہے، جس میں الیکشن کمیشن کے اس فیصلے کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اور اس کی سماعت 6 ماہ کو ہونے والی ہے

حکومت اور درگا پرسائی کے درمیان معاہدہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

حکومت اور قوم، قومیت، مذہب، ثقافت اور شہری دفاع کی مہم کے کوآرڈینیٹر درگا پرسائی کے درمیان 12 نکاتی معاہدہ طے پایا ہے۔ جمعہ کو وزیر اعظم اور وزراء کی کونسل کے دفتر میں وزیر مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی جگدیش کھرل اور حکومت کی جانب سے کے درمیان 12 نکاتی معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ معاہدے کے مطابق آئینی ترمیم تجویز کرنے والا کمیشن بنایا جائے گا۔ حکومت نیپال کی جانب سے مذاکراتی کمیٹی کے کوآرڈینیٹر، وزیر مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ ایک اعلیٰ سطحی 'آئینی ترمیمی تجویز کمیشن' آزاد ماہرین، معاہدے کے فریقین اور اسٹیک ہولڈرز کی شرکت کے ساتھ تشکیل دیا جائے گا وزراء کی کونسل کی میٹنگ، ضروری قانونی طریقہ کار کو مکمل کرنے کے بعد فوری طور پر نافذ کیا جائے گا۔ نیپال کی حکومت نیشنل کوآپریٹو اتھارٹی کو قرض فراہم کر کے ایک گھومنے والا فنڈ قائم کرے گی بینکوں، مائیکرو فنانس کوآپریٹیو، اور مالیاتی اداروں کو قرض کی ادائیگی کے دوران قرض لینے والوں سے پوسٹ ڈیٹڈ چیک قبول کرنے کی
اجازت نہیں دی جائے گی، آئندہ مالی سال کے بجٹ کی تیاری کے دوران سرکاری ملازمین، فوج، پولیس اور مسلح پولیس کی تنخواہوں میں 20,000 کے اضافے کے حوالے سے مثبت فیصلہ کرے گی۔ حکومت نیپال کی طرف سے بنائی گئی میٹر انٹرسٹ پرابلم سلونگ کمیٹی میں شہریوں کے تحفظ کی مہم، نیپال کے اراکین کو شامل کر کے مسئلہ حل کیا جائے گا۔ رپورٹ ملتے ہی سابق جسٹس گوری بہادر کارکی کمیشن کی سفارشات کی بنیاد پر گنجی تحریک کے قصورواروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

عام انتخابات میں سکیورٹی کے سخت انتظامات: 88 ہزار فوج، 77 ہزار پولیس اور 34 ہزار مسلح پولیس تعینات

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

آئندہ 5 مارچ عام انتخابات کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کو شفاف، منصفانہ اور خوف سے پاک ماحول میں منعقد کرانے کے لیے حکومت نے یکجا سیکورٹی منصوبہ 2082 نافذ کر دیا ہے۔
اسی سلسلے میں انتخابی پولیس کی بھرتی، انتخاب، تقرری اور تعیناتی سے متعلق ضابطۂ کار 2082 کی منظوری دے دی گئی ہے، جس پر اس وقت عمل درآمد کا مرحلہ جاری ہے۔ اس ضابطۂ کار کے تحت نیپال پولیس نے 133,980 انتخابی پولیس اہلکاروں کے انتخاب کا عمل شروع کر دیا ہے۔ حکومتی سیکورٹی منصوبے کے مطابق اس مرتبہ کے انتخابات میں 88 ہزار نیپالی فوج، 77 ہزار نیپال پولیس اور تقریباً 34 ہزار مسلح پولیس فورس تعینات کی جا رہی ہے، تاکہ پورے انتخابی عمل کو مکمل طور پر محفوظ اور پرامن بنایا جا سکے۔ نیپال پولیس کے مطابق ملک بھر میں 2,845 پولنگ اسٹیشنوں کو معمول کے درجے میں، 4,442 پولنگ اسٹیشنوں کو حساس اور 3,680 پولنگ اسٹیشنوں کو انتہائی حساس قرار دیا گیا ہے، اور اسی درجہ بندی کے مطابق جامع سیکورٹی انتظامات کیے گئے ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ سیکورٹی اداروں کے درمیان مؤثر ہم آہنگی، منظم منصوبہ بندی اور سخت نگرانی کے ذریعے انتخابات کو پرامن، قابل اعتماد اور جمہوری اقدار کے مطابق یقینی بنایا جائے گا۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اداریہ

کس کے سر سجے گا نیپال کے وزیر اعظم کا سہرا؟

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔

نیپال کے آئندہ پارلیمانی انتخابات اس وقت محض سیاسی مقابلہ نہیں رہے بلکہ یہ ایک ایسے نظام کا امتحان بن چکے ہیں جو برسوں سے عوامی توقعات پر پورا اترنے میں ناکام دکھائی دیتا ہے۔ انتخابی مہم عروج پر ہے، دعوے بہت ہیں، مگر زمینی حقائق اور عوامی مسائل اب بھی اپنی جگہ موجود ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ کون وزیر اعظم بنے گا، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا آنے والی قیادت واقعی سب کو ساتھ لے کر چلے گی؟

سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی ایک بار پھر اقتدار کے لیے سرگرم ہیں۔ ان کے تجربے سے انکار ممکن نہیں، مگر یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان کے ادوارِ حکومت میں سیاسی استحکام، اقلیتوں کے حقوق اور ادارہ جاتی اصلاحات کے حوالے سے خاطر خواہ پیش رفت سامنے نہیں آ سکی۔ اگر بار بار موقع ملنے کے باوجود عوام کے بنیادی مسائل حل نہ ہوں تو تجربہ اپنی افادیت کھو بیٹھتا ہے۔

دوسری جانب سوتنتر پارٹی کے امیدوار بالن شاہ نوجوانوں، خصوصاً زین جی، میں تبدیلی کی علامت بن کر ابھرے ہیں۔ ان کی مقبولیت روایتی سیاست کے خلاف عوامی ردِ عمل کی نمائندگی ضرور کرتی ہے، مگر یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ آیا ان کے پاس قومی سطح پر حکمرانی، خارجہ پالیسی، معیشت اور اقلیتی مسائل کے لیے کوئی واضح اور جامع لائحۂ عمل موجود ہے یا نہیں۔ محض مقبولیت، مؤثر حکمرانی کی ضمانت نہیں بن سکتی۔

سیاسی منظر نامے کی ایک اہم مگر کم زیرِ بحث حقیقت مسلم ایوگ کی شمولیت اور اس کا کردار بھی ہے۔ نیپال کی مسلم آبادی طویل عرصے سے سیاسی نظر انداز کا شکار رہی ہے۔ ہر انتخاب میں مسلم ووٹ کو عددی طاقت کے طور پر استعمال تو کیا جاتا ہے، مگر پالیسی سازی اور فیصلہ سازی میں اسے حقیقی نمائندگی کم ہی ملتی ہے۔ مسلم ایوگ کی شمولیت اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ اقلیتوں کے حقوق، مذہبی آزادی، تعلیمی پسماندگی اور معاشی مسائل کو اجاگر کرنے کا ایک موقع فراہم کر سکتی ہے، تاہم خدشہ یہ ہے کہ کہیں اسے محض انتخابی علامت یا ووٹ بینک تک محدود نہ کر دیا جائے۔ اگر مسلم ایوگ کو حقیقی اختیارات اور مؤثر کردار نہ ملا تو یہ شمولیت بھی محض سیاسی نمائشی اقدام بن کر رہ جائے گی۔

دوسری طرف نیپالی کانگریس اندرونی انتشار کا شکار نظر آتی ہے۔ سابق وزیر اعظم شیر بہادر دیو اور ارزو رانا کو پارٹی سے نکالنے کا فیصلہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پارٹی قیادت اور سمت دونوں کے بحران سے گزر رہی ہے۔ ایک ایسی جماعت جو اپنے اندر اتحاد قائم نہ رکھ سکے، وہ ملک کو استحکام دینے کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے؟ اسی طرح ماؤنواز پارٹی کے صدر پشپ کمل دہل (پرچنڈا) کی دوبارہ دعویداری بھی کئی سوالات کو جنم دیتی ہے۔ ماضی میں اقتدار کا حصہ رہنے کے باوجود اگر آج بھی عوام غربت، بے روزگاری اور بدعنوانی سے نجات کے منتظر ہوں تو یہ دعویداری احتساب سے فرار کے مترادف محسوس ہوتی ہے۔

ان انتخابات کا سب سے تشویشناک پہلو یہ ہے کہ قومی مباحث اب بھی شخصیات کے گرد گھوم رہے ہیں، جب کہ اقلیتوں کے حقوق، معاشی انصاف، نوجوانوں کی ہجرت، بدعنوانی اور سماجی ہم آہنگی جیسے بنیادی مسائل پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ مسلم ایوگ سمیت تمام اقلیتی نمائندہ اداروں کو چاہیے کہ وہ محض کسی ایک جماعت کے سائے میں کھڑے ہونے کے بجائے واضح مطالبات اور ٹھوس ایجنڈے کے ساتھ سامنے آئیں۔

پانچ مارچ کو عوام اپنا فیصلہ سنائے گی، مگر اصل امتحان اس کے بعد شروع ہوگا۔

اگر آنے والی حکومت نے ایک بار پھر اقلیتوں، نوجوانوں اور محروم طبقات کو نظر انداز کیا تو یہ صرف ایک جماعت کی ناکامی نہیں بلکہ پورے جمہوری نظام پر سوالیہ نشان ہوگا۔ نیپال کو اب وعدوں نہیں، عمل، شمولیت اور انصاف پر مبنی سیاست کی ضرورت ہے جہاں آئین کے مطابق ہر مذہب کے ماننے والوں کے حقوق کا تحفظ ہو سکے مساجد و مدارس مندر اور چرچ کی حفاظت کو یقینی بنائی جا سکے۔۔۔۔

ہم مسلمان ہیں لیکن ہمارا حال کیا ہے!!

جب بھی بول تو بول اے بندے پہلے اس کو تول،، بول ہی پکڑے جائیں گے تیرے بولوں کا ہے مول

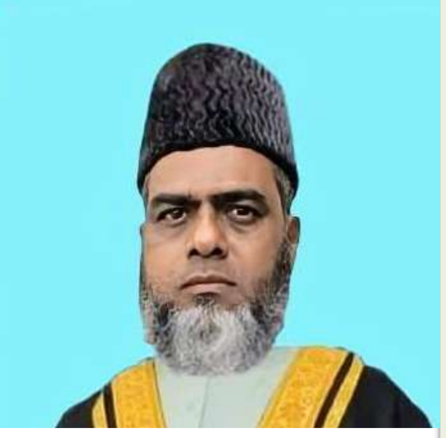

تحریر: جاوید بھارتی
javedbharti508@gmail.com

بول بہت انمول ہیں لیکن بول ہی کھولے پول،،
بولنے والے دانا ہے تو بول بڑے نہ بول،،

ہم مسلمان ہیں ہم مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں جب ہم پیدا ہوئے تو ہمارے کانوں میں اذان دی گئی جب ہم کچھ بڑے ہوئے تو ہمیں جہاں لاڈو پیار کیا گیا وہیں ہمیں مدرسے میں داخل کیا گیا تاکہ ہم تعلیم حاصل کر سکیں چنانچہ مدرسے میں ہم نے تعلیم حاصل کی جہاں ہمیں الف پڑھا کر یہ بتایا گیا کہ اللہ ایک ہے وہی سارے جہان کا مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں ہمیں اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنا ہے کیونکہ نبی پاک کی سیرت سے منہ موڑ کر زندگی گزارنا برباد ہو جانا ہے ناکام ہو جانا ہے نامراد ہو جانا ہے نبی پاک کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔

دنیا آج بھی بھٹک رہی ہے اور ہم بھی بھٹک رہے ہیں،، دنیا بھٹکے یہ بات سمجھ میں آتی ہے مگر ہم کیوں بھٹک رہے ہیں جبکہ رسول کائنات پر نازل ہوئی روشن کتاب آج بھی موجود ہے جس میں دنیا کے وجود سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک کا ذکر ہے اور قرآن ہی مذہب اسلام کا دستور ہے اور آئین ہے اور قرآن کے نازل ہونے کے بعد ساری آسمانی کتابوں کے بارے میں اعلان کر دیا گیا کہ وہ برحق تو ہیں اور برحق ماننا بھی ہے مگر عملدرآمد قرآن کے اصول وضوابط پر ہی ہوگا یعنی قرآن آجانے کے بعد ساری کتابوں پر عملدرآمد منسوخ کر دیا گیا ہے،، قرآن ہی اسلام کا نظریہ ہے، اسلام کا دستور ہے، مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن ایسی کتاب ہے جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے اور قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور قرآن کے نزول اور تحفظ سے متعلق آیت بھی قرآن میں ہی موجود ہے جو ایک چیلنج ہے ان لوگوں کے لئے جو لوگ قرآن پر انگلی اٹھاتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین و آسمان چاند و سورج کہکشاں شجر و حجر بحر و بر یہ سب کچھ نبی پاک کے صدقے میں بنایا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہمیں جو کچھ بھی ملا ہے وہ نبی پاک کے صدقے میں ہی ملا ہے اب ہمیں اس پہلو پہ غور کرنا ہوگا کہ جہاں سے جس ذات سے ہمیں یہ ساری خصوصیات، مراعات، سہولیات ملی ہیں تو ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے یا نہیں؟

اب ہم ذرا اپنا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے کتنے شکر گزار ہیں اور اس کے فرمان پر کتنا عمل کرتے ہیں،، فجر کی اذان ہوتی ہے تو ہم سوئے رہتے ہیں ظہر کی اذان ہوتی ہے تو ہم کام میں مصروف رہتے ہیں عصر کی اذان ہوتی ہے تو ہم سیر و تفریح میں مست رہتے ہیں مغرب کی اذان ہوتی ہے تو ہم چائے خانوں میں بیٹھے رہتے ہیں عشاء کی اذان ہوتی ہے تو وہ بھی ہمیں بہت بھاری محسوس ہوتی ہے ہم جہاں رہتے ہیں وہیں جمے رہتے ہیں اب بتایئے پانچوں وقت کی نماز ہم نے ترک کر دیا مؤذن کے ذریعے دی گئی اذان کو ان سنی کر دیا پھر بھی ہم غزلیں گاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میری انکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز مومن کی معراج ہے اور نماز تمام عبادات میں سب سے افضل عبادت ہے لیکن اس کے باوجود بھی نماز نہ پڑھنا اور نماز کے لیے وقت نہ نکالنا کتنے تعجب کی بات ہے جب کہ قران مجید میں سات سو جگہ پر نماز کا ذکر ہے اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قران اعلان کرتا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم خانوں میں بٹ گئے، روایات اور اختلافات کا شکار ہو گئے، الگ الگ گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اس کے بعد ایک دوسرے پر لعن وطن بھی کرنے لگے بسا اوقات ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے پرہیز کرنے کا پیغام بھی دینے لگے زندگی میں ایسے بھی لمحات دیکھنے کو ملتے ہیں کہ ایک انسان یہ بھی بھول جاتا ہے کہ انسانیت بھی کوئی چیز ہے، جبکہ کوئی اچھا انسان نہیں بن سکتا تو وہ اچھا مسلمان بھی نہیں بن سکتا،، یہاں بھی ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جب ہم اچھے انسان نہیں بن سکے تو اچھے مسلمان کہاں سے بنیں گے پھر ہم کس بنیاد پر کہتے ہیں کہ ہم مسلماں ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

آیئے ذرا حقوق کی بھی بات کریں انسانوں پر دو طرح کے حقوق ہیں ایک کا نام حقوق اللہ ہے اور دوسرے کا نام حقوق العباد ہے اب جہاں تک بات حقوق اللہ کی ہے تو اللہ کا حق ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ معاف کر سکتا ہے لیکن یاد رکھیں کہ حقوق العباد کی ادائیگی میں کمی ہوئی اور ہم نے کسی کا دل دکھایا کسی کے ساتھ حق تلفی کی اور کسی کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھایا تو ایسی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک کہ وہ بندہ معاف نہ کر دے جس بندے کے ساتھ حق تلفی ہوئی ہے اور ناانصافی ہوئی ہے،، اب ہمیں پھر جائزہ لینا ہوگا اور اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم حقوق العباد کی کتنی ادائیگی کرتے ہیں اج تو صورتحال یہ ہے کہ پڑوسی سے جھگڑا رشتہ داروں سے جھگڑا یہاں تک کہ بھائی بھائی میں جھگڑا اور جھگڑے اور لڑائی میں ہم حدیں پار کر جایا کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا فرمان بھی بھول جایا کرتے ہیں پھر ہم کس بنیاد پر یہ کہتے ہیں کہ،، ہم مسلمان ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔ کسی نے مسلکی نام پر کرانہ کی دکان نہیں کھولی کوئی کپڑے کی دکان نہیں کھلی کوئی میڈیکل اسٹور نہیں کھلا کوئی جنرل اسٹور نہیں کھلا کیوں اس لیے کہ مسلکی نام سے دکانیں کھولیں گے تو دوسرے لوگ اس دکان پر نہیں جائیں گے جس سے ان کے خرید و فروخت کا معاملہ متاثر ہوگا اور ان کو نقصان اٹھانا پڑے گا لیکن وہی لوگ مساجد و مدارس پر مسلکی لیبل ضرور لگاتے ہیں اس میں بھی اتحاد و اتفاق کی گنجائش نہیں رکھتے ہیں لیکن مدارس ایسے بھی ہیں جو حکومت سے الحاق شدہ ہے اس میں کبھی کبھی تنخواہوں کے مسائل پیش اتے ہیں تو سبھی مکتب فکر کے مدارس کے ذمہ داران ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور حکومت کے سامنے اپنے مطالبات رکھتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں یہ فراخ دلی نہیں دکھائی جاتی بلکہ اپنے اپنے سٹیجوں سے ایک دوسرے پر لعن وطعن کیا جاتا ہے اور اختلافات کو ہوا دینے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے ایک دوسرے کو مسلمان بھی تسلیم نہیں کیا جاتا یعنی دائرہ اسلام سے خارج بھی کر دیا جاتا ہے پھر بھی نہ جانے کس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی کوئی سیاسی شناخت نہیں اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مذہبی رہنما سیاسی شناخت قائم کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے اور مسلکی و فرقہ بندی کی بنیاد پر شناخت قائم کرنے میں کوئی کسر نہیں باقی رکھتے اس وجہ سے سیاسی شناخت قائم نہیں ہو سکی ساتھ ہی ہندوستانی مسلمانوں کے اندر ذات برادری کی بنیاد پر زبردست تفریق ہے یعنی مذہب اسلام کے اندر اونچ نیچ چھوت بھید بھاؤ نہیں ہے لیکن مسلمانوں کے اندر اونچ نیچ بھی ہے چھوا چھوت بھی ہے اور بھید بھاؤ بھی ہے یہ بھی مسلمانوں کی سیاسی کمزوری کی یا سیاسی طور پر شناخت نہ ہونے کی بہت بڑی وجہ ہے۔

ایک مولانا نے اپنے خطاب میں کہا کہ بہت سے باپ ایسے ہیں جو اپنی سگی اولاد میں انصاف نہیں کرتے دو بیٹے ہیں ایک بیٹے کی آمدنی زیادہ ہے دوسرے بیٹے کی آمدنی کم ہے میرے پاس ایسے بہت قصے ہیں لوگ شکایتیں کرتے ہیں ا کر کہ بڑا بھائی جو ہے اس کی امدنی زیادہ ہے ماں باپ اسی کا ساتھ دیتے ہیں یہ مسلمان ہیں جو اپنی سگی اولاد کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے عجیب بات ہے پھر کس منہ سے دوسروں کی حکومتوں سے انصاف کی امید رکھتے ہیں اور آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے جبکہ ناانصافی کا دامن آپ نے تھاما ہوا ہے، اولاد کے ساتھ حق تلفی کا سلسلہ آپ نے جاری رکھا ہے۔ عبادت کا معاملے پر غور کریں جس طرح عیسائیوں کے وہاں سنڈے تو سنڈے اسی طرح مسلمانوں کے وہاں جمعہ تو جمعہ،، کسی نے روکا ہے پانچ وقت نماز پڑھنے سے؟ اگر نہیں روکا ہے تو پھر محلے کی مسجد جمعہ میں بھر جاتی ہے پھر اگلے جمعہ کے دن فجر کے وقت تک کیوں نہیں بھرتی؟ عیسائیوں کا طرز عمل اپنا کر کس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ ہم مسلماں ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

امریکہ نے عراق کو تباہ کر دیا، اسرائیل نے فلسطین کی سرزمین خون سے لالہ زار کر دیا چھوٹے چھوٹے بچوں کے چیتھڑے فضاؤں میں اڑے بستی کی بستی کا نام و نشان مٹا دیا اور ستاون مسلم ممالک خاموش تماشائی بنے رہے اور بنے ہوئے ہیں پھر کس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ ہم مسلماں ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

اب تو کمزوروں کو حق دینے کے بجائے ان کا حق چھینا جاتا ہے، امانت میں خیانت کیا جاتا ہے، دوستی میں دغا کیا جاتا ہے، رشتہ جوڑنے کے بجائے توڑا جاتا ہے، قربت قائم کرنے کے بجائے دوریاں بڑھانے کا فیصلہ لیا جاتا ہے اکثر و بیشتر مختلف تقریبات میں ناطے کے ناط کو مدعو کیا جاتا ہے اور سگے بھائیوں کو چھوڑا جاتا ہے، کسی کے عیبوں کو چھپانے کے بجائے اس کے عیبوں کا ڈنکا پیٹا جاتا ہے ملاقات ہونے پر سامنا ہوتا ہے تو تعریف کیا جاتا ہے اور مڑتے ہی پیٹھ پیچھے شکایت کیا جاتا ہے، ناپ تول میں کمی کیا جاتا ہے، حساب کتاب میں خرد برد کیا جاتا ہے،، یہ حال ہے آج ہمارا پھر بھی کہا جاتا ہے کہ ہم مسلماں ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے۔

نبی پاک نے نکاح کو آسان بنایا اور آسان بنائے رکھنے کا حکم دیا لیکن مسلمانوں نے نکاح کو مشکل بنا دیا، نبی کریم نے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی مزدوری ادا کرنے کا حکم دیا لیکن مسلمانوں نے مزدوری گھٹانے اور مزدوری سے متعلق ناانصافی کا سلسلہ جاری کر دیا، خدارا اب سوچ بدلنے پر غور کرنا چاہیے اور مسلمانوں کو احکام شرع کا پابند ہونا چاہیے،، اے مسلمانو و انسانو تمہیں کس بات کا گھمنڈ ہے آخر مرنے کے بعد تیرے اپنے ہی تجھے ہاتھ لگانے کے بعد اپنا ہاتھ دھلتے ہیں،، اے انسان تیری حقیقت کیا ہے،، پیدا ہونے کے بعد اپنے سے نہا دھل نہیں سکا اور مرنے کے بعد بھی اپنے سے نہا دھل نہیں سکا یہاں تک کہ تو اپنا آخری لباس بھی اپنے سے نہیں پہن سکتا، جو تیری آخری آرام گاہ ہے اس میں بھی اپنے سے داخل نہیں ہو سکتا یہی تیری حقیقت یہی تیری اوقات ہے۔ والدین کی خدمت ایک عظیم نیکی ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ اس جنت کا دروازہ ہے باپ ایک ایسا شجر ہے جس کا سایہ بہت مضبوط ہوتا ہے جو فقیر ہو کر بھی بیٹے کے لئے بادشاہت کا خواب دیکھتا ہے خود اپنے ہاتھ پاؤں میں چھالے پڑ جائیں لیکن اس کی کوشش ہوتی ہے کہ بیٹے کے جسم پر خراش نہ آئے،، جو اپنی خواہشوں کو دفن کر کے ہماری خواہشیں پوری کرتا ہے جو بنا آنسو اور بنا آواز کے روتا ہے وہ ایک باپ ہوتا ہے جو اپنے لیے لاپرواہ رہتا ہے لیکن ہماری پرواہ کرتا ہے وہ ایک باپ ہوتا ہے،، باپ کا باحیات رہنا بھی بیٹے کے لئے سعادت کی بات ہے اور باپ کی خدمت کرنا بھی بیٹے کے لئے سعادت مندی کی بات ہے۔

بھائی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مضمون مکمل ہو سکے کس کا حق چھین کر کوئی امیر نہیں بنتا بلکہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں،، رشتہ نبھانے کے لیے بڑا دل چاہیے،، صرف حصہ لینے کے لیے نہیں،، دولت بانٹنے سے کوئی امیر نہیں ہوتا،، بلکہ بھائی کا ہاتھ تھامنے سے انسان مہان بنتا ہے اج تم اس کے ساتھ کھڑے رہو گے کل وہی بھائی ڈھال بن کر تمہارے ساتھ کھڑا ہوگا۔

ہاتھ اللہ نے بخشا ہے سخاوت کے لئے، پاؤں بخشا ہے راہ صداقت کے لئے، آنکھ بخشا ہے دیدار حقیقت کے لئے، ہر نظر ہو تیری نظارہ الفت کے لئے، دماغ بخشا ہے ترتیب وحکمت کے لئے، دل دیا ہے ایمان کی دولت کے لئے، اپنے محبوب کی اور اپنی محبت کے لئے یعنی اطیعواللہ واطیعوالرسول کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے،، اے مسلمانو آج بھی تم خود کو اطیعواللہ واطیعوالرسول کے سانچے میں ڈھال لو گے تو تمہیں نہیں کہنا پڑے گا کہ ہم مسلماں ہیں ہم سے نہ ٹکرایئے بلکہ پوری دنیا یہ کہے گی کہ مسلمانوں سے ٹکرانا آسان نہیں ہے کیونکہ ایک بار پھر اس نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے اور اپنا سینہ حب نبی سے روشن کر لیا ہے، اب اس کے سینے سے دنیا کا خوف نکل گیا ہے یعنی اس کا دل اب صرف خوف خداوندی سے لرزتا ہے اور جس کا دل صرف اور صرف خوف خدا سے لرزے وہ مومن ہے اور مومن سے لڑنا اسے شکست دینا بہت مشکل ہے۔

javedbharti508@gmail.com
جاوید اختر بھارتی (سابق سکریٹری یوپی بنکر یونین) محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی

علما فاؤنڈیشن کپلوستو آفس کے کرایہ کی ذمہ داری حضرت علامہ سجاد احمد القادری برکاتی حفظہ اللہ نے لی

جب ضلعی مشاورتی نشست کے دوران ضلعی آفس کے قیام کا معاملہ زیرِ غور آیا تو تمام علماء کرام نے نہایت سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ اس پہلو پر غور و خوض فرمایا کہ آفس کے ماہانہ کرایہ کی رقم جو کہ سالانہ 36000 ہوتا ہے کس طرح اور کن ذرائع سے مہیا کی جائے۔ گفتگو نہایت خلوص، دیانت اور اجتماعی فکر کے ساتھ آگے بڑھتی رہی، یہاں تک کہ ایک مرحلے پر متفقہ طور پر حضرت مولانا مجیب الرحمن صاحب قبلہ مصباحی، حافظ نصر اللہ امجدی صاحب، مولانا صدام حسین امدادی صاحب اور حقیر نوشاد قادری نے ایک ایسی ہمہ گیر اور درخشاں شخصیت کا تذکرہ کیا جو اپنی ذات میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

حقیر نوشاد قادری پورے وثوق اور دعوے کے ساتھ یہ بات عرض کرتا ہے کہ جب بھی خدمتِ دین و ملت کے لیے حسبِ ضرورت کسی تعاون کی درخواست کی گئی، اس درِ فیض سے کبھی مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں: ہمدردِ قوم و ملت، حضرت علامہ سجاد احمد القادری صاحب خطیب و امام، مدینہ مسجد بٹول چنانچہ حضرت صدرِ اعلیٰ، مشیرِ اعلیٰ اور ضلعی انچارج صاحبان کی پُرخلوص سفارش پر حضرت علامہ سجاد احمد القادری صاحب قبلہ نے نہایت خوش دلی، وسعتِ قلب اور دینی جذبے کے ساتھ چھ (٦) ماہ کے آفس کرایہ کی ذمہ داری اپنے ذمے قبول فرمالی، بلکہ 15000 ادا کرنے کا وعدہ بھی مرحمت فرمایا۔ یقیناً یہ اقدام نہ صرف فاؤنڈیشن کے لیے ایک مضبوط سہارا ہے بلکہ اس بات کا روشن ثبوت بھی ہے کہ آج بھی ملت میں ایسے افراد موجود ہیں جو خاموشی کے ساتھ، بغیر کسی نمود و نمائش کے، دین کے قافلے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مولیٰ حضرت علامہ سجاد احمد القادری صاحب قبلہ کو ان کی اس بے لوث خدمت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، ان کے مال و جان، اہل و عیال اور مساعیِ جمیلہ میں برکتیں نازل فرمائے، اور اسی طرح تمام ذمہ دارانِ فاؤنڈیشن کو دین و ملت کی خدمت میں قبولیت، اخلاص اور استقامت عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔ رپورٹ کردہ۔ نوشاد احمد قادری میڈیا انچارج علماء فاؤنڈیشن ضلع کپلوستو

نیپال امن وامان کا بہترین گہوارہ

محمد رضوان احمد مصباحی
نمائندہ: نیپال اردو ٹائمز

حالیہ دنوں دھنوشا ضلع میں پیش آئے افسوسناک واقعہ کے بعد اگرچہ ملک کے بعض حصوں میں وقتی طور پر کشیدگی دیکھی گئی، تاہم نیپال کے ہندو اور مسلمان امن پسند شہریوں نے جس دانش مندی، بردباری اور بھائی چارگی کا مظاہرہ کیا، وہ نہ صرف قابلِ ستائش ہے بلکہ ملکی اتحاد و سالمیت کے لیے ایک روشن مثال بھی ہے۔

دھنوشا، بیرگنج اور دیگر حساس علاقوں میں حالات بگڑنے کے خدشات کے باوجود دونوں مذاہب کے معزز علماء، سماجی رہنماؤں، نوجوانوں اور دانشور طبقے نے فوری طور پر صلح پسندانہ اقدامات اٹھاتے ہوئے عوام سے صبر، تحمل اور قانون کی پاسداری کی اپیل کی۔ کئی مقامات پر مشترکہ امن کمیٹیاں قائم کی گئیں، جن میں ہندو اور مسلم نمائندوں نے مل کر حالات کو معمول پر لانے میں اہم کردار ادا کیا۔

دھنوشا اور بیرگنج میں ہندو۔ مسلم مشترکہ اجلاس منعقد ہوئے، جہاں مذہبی رہنماؤں نے ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنے اور شرپسند عناصر سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔ بعض علاقوں میں امن مارچ بھی نکالے گئے جن میں دونوں برادریوں کے افراد نے ہاتھوں میں پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر

''امن ہی نیپال کی پہچان ہے''
اور ''نفرت نہیں، بھائی چارگی''
جیسے نعرے درج تھے۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نیپال کے نوجوان طبقے نے سوشل میڈیا پر بھی ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ اشتعال انگیز مواد سے گریز کرتے ہوئے انہوں نے امن، بھائی چارگی اور اتحاد کے پیغامات عام کیے، جس سے افواہوں اور غلط فہمیوں کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد ملی۔ امن پسند شہریوں نے مقامی انتظامیہ اور سیکیورٹی اداروں کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ عوامی نمائندوں نے واضح کیا کہ نیپال ایک کثیر مذہبی اور کثیر ثقافتی ملک ہے جہاں باہمی احترام اور رواداری ہی ترقی کی بنیاد ہے۔

مبصرین کے مطابق، حالیہ حالات میں ہندو۔ مسلم اتحاد کا یہ مظاہرہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نیپال کی اکثریت تشدد اور نفرت کے بجائے امن، مکالمے اور بھائی چارگی پر یقین رکھتی ہے۔ یہی جذبہ ملک کو مستقبل میں ایسے چیلنجز سے نمٹنے کی طاقت فراہم کرے گا۔

آخر میں دونوں مذاہب کے رہنماؤں نے مشترکہ بیان میں اس عزم کا اعادہ کیا کہ نیپال میں مذہبی ہم آہنگی کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے گا اور کسی بھی صورت میں شرپسند عناصر کو اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ حالانکہ کچھ ابھی بھی اس کو ہوا دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تاقیامِ قیامت اس ملک امن وامان اور سکون وشانتی قائم ودائم رکھے آمین۔

کوشش: زندگی کی روح اور کامیابی کی کنجی

محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

انسانی زندگی کا سب سے اٹل اور ناقابلِ تردید اصول یہ ہے کہ یہاں کوئی شے بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتی۔ کامیابی ہو یا کامرانی، عزت ہو یا راحت، علم ہو یا آگہی۔۔۔ سب کے پیچھے کوشش، جدوجہد اور استقامت کی ایک طویل داستان پوشیدہ ہوتی ہے۔ جو انسان محنت سے جی چُرالے اور حالات کے رحم وکرم پر بیٹھ جائے، اس کی زندگی جمود اور محرومی کا شکار ہو جاتی ہے۔

اسی حقیقت کو نہایت سادہ مگر گہرے مفہوم میں اس قول نے بیان کیا ہے:

"زندگی میں کوشش کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔۔ایک سانس لینے کے لیے بھی ایک سانس چھوڑنی پڑتی ہے۔۔۔لہٰذا زندگی میں بہتری لانے کے لیے ہمیشہ کوشش وسعی کرتے رہیں!"

یہ قول ہمیں فطرت کے اس اٹل قانون کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ عمل کے بغیر بقا ممکن نہیں۔ جب تک انسان پرانی سانس کو باہر نہیں نکالتا، نئی زندگی بخش سانس اندر نہیں جا سکتی۔ بالکل اسی طرح، جب تک انسان سستی، کاہلی اور بے عملی کو ترک نہیں کرتا، ترقی، کامیابی اور بہتری اس کا مقدر نہیں بن سکتی۔

اسلام نے بھی عمل اور کوشش کو ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ محض نیک خواہشات یا بلند دعوے کافی نہیں، بلکہ نیت کے ساتھ عملی جدوجہد ناگزیر ہے۔ قرآن و سنت ہمیں یہ درس دیتے ہیں کہ انسان وہی پاتا ہے جس کے لیے وہ سعی کرتا ہے۔ یہی اصول دنیاوی معاملات و دینی زندگی میں بھی کارفرما ہے۔

زندگی کے سفر میں مشکلات، ناکامیاں اور رکاوٹیں آتی رہتی ہیں، مگر اصل امتحان یہ ہے کہ انسان ان حالات میں ہمت ہار بیٹھتا ہے یا ثابت قدم رہتا ہے؟ جو شخص آزمائشوں کے باوجود کوشش کا دامن نہیں چھوڑتا، وہی وقت کے دھارے کو موڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مسلسل محنت نہ صرف راستے ہموار کرتی ہے بلکہ انسان کے اندر خوداعتمادی، عزم اور حوصلے کو بھی جنم دیتی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر دن کو ایک نئی شروعات سمجھیں، مایوسی کو اپنے دل سے نکال دیں اور محنت کو اپنی پہچان بنائیں۔

یقین رکھیے! کوشش کبھی رائیگاں نہیں جاتی؛ یا تو وہ کامیابی بن کر لوٹتی ہے یا تجربہ بن کر انسان کو مزید مضبوط کر دیتی ہے۔

مختصر یہ کہ کوشش زندگی کی روح اور کامیابی کی کنجی ہے۔ جس دن انسان نے سعی وجدوجہد ترک کر دی، اسی دن اس کی ترقی رک گئی۔ کامیاب وہی ہے جو خود کو بدلنے کا حوصلہ رکھتا ہو اور مسلسل کوشش کے ذریعے اپنی دنیا بھی سنوارتا ہو اور آخرت بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محنت، استقامت اور صحیح سمت میں کوشش کی توفیق عطا فرمائے، سستی اور مایوسی سے محفوظ رکھے، اور ہماری سعی کو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے؛

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

غلام سرور: ایک عہد، ایک فکر، ایک جدوجہد

از: تحریر: یوسف شمسی

اردو صحافت کی تاریخ میں کچھ شخصیات ایسی بھی ہوئی ہیں جو محض اپنے عہد کی آواز نہیں بلکہ اپنے زمانے کی سمت طے کرنے والی قوت ثابت ہوئیں۔ شیر بہار مرحوم غلام سرور بھی انہی باوقار اور روشن ناموں میں شامل ہیں جنہوں نے بہار کی اردو صحافت کو نئی جرأت، تازہ فکر اور مضبوط شناخت عطا کی۔ سیاسی شعور، سماجی درد، ملی ذمہ داری اور قومی مفاد کا گہرا احساس ان کی شخصیت کا بنیادی وصف تھا۔ انہوں نے قلم کو پیشہ نہیں بلکہ ایک امانت اور جدوجہد کا ہتھیار سمجھا اور ہر دور میں سچائی، انصاف اور اصول کی راہ پر ڈٹے رہے۔

غلام سرور کی پیدائش 10 جنوری 1926 بیگوسرائے کی ہے، اُس وقت اس ملک کے تیور باغیانہ تھے ہر شخص اس کیفیت سے خود کو جدا نہیں کر پا رہا تھا اور اگر قدرت نے اس کے اندر ذرا سا بھی قیادت کا جذبہ ودیعت فرمایا ہے تو وہ ملی مفاد میں خود کو وقف کرنا اپنا نصب العین سمجھتا تھا۔ ابتدائی عمر ہی سے سیاسی و سماجی حالات نے ان کی شخصیت کو متاثر کیا۔ مسلم لیگ کے فکری و نظریاتی ماحول سے وابستگی نے ان کے اندر قیادت کا ذوق، ملی احساس اور جدوجہد کا حوصلہ پیدا کیا۔ نوجوانی ہی سے وہ اردو زبان، ملت کے مسائل اور عوامی حقوق کے لیے بے چین دکھائی دیتے ہیں۔ یہی بے چینی آگے چل کر انہیں ایک مضبوط رہنما، بے باک صحافی اور بااصول سیاست دان بناتی ہے۔

اردو میں ایم۔اے، پٹنہ یونیورسٹی سے کرنے کے بعد شروع میں جناب اختر اورنیوی جیسے اساتذہ کی پیروی میں اردو ادب کی خدمت کی طرف مائل ہوئے، مگر جلد ہی انہیں احساس ہوا کہ ان کا اصل میدان صحافت ہے جہاں وہ براہِ راست عوامی مسائل سے جڑ کر اپنی قوم کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

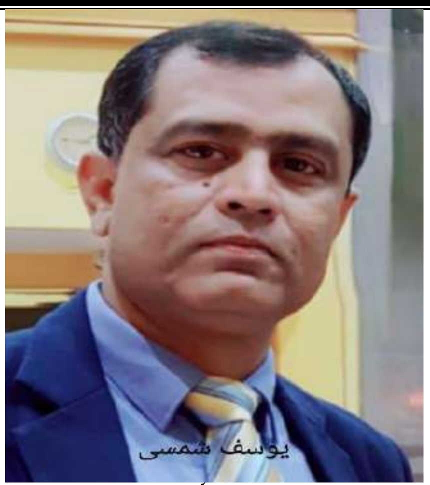
یوسف شمسی

1945 میں پٹنہ سے شائع ہونے والے اخبار ''نوجوان'' کی ادارت سے انہوں نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ یہیں سے ان کی فکری پرواز کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں 1951 میں انہوں نے سہیل عظیم آبادی سے روزنامہ ''ساتھی'' خریدا، اگرچہ یہ اخبار زیادہ عرصہ نہ چل سکا، لیکن 1953 میں انہوں نے ہفتہ وار اخبار ''سنگم'' قائم کیا جو بہت جلد اردو عوام کی آواز بن گیا۔ 1962 میں یہی ''سنگم'' روزنامہ کی شکل میں سامنے آیا اور یوں بہار کی صحافتی تاریخ میں ایک نئی روایت قائم ہوئی۔

''سنگم'' محض ایک اخبار نہیں تھا بلکہ ایک تحریکی جذبہ، ایک ملی شعور اور حق گوئی کا جری استعارہ تھا۔ ان کے اداریے کمزوروں کی وکالت، مظلوموں کی حمایت اور حکومت کو آئینہ دکھانے کا مؤثر ذریعہ بنتے رہے۔ ان کی تحریریں محض تنقید پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ مثبت حل بھی پیش کرتی تھیں، اور یہی وصف انہیں عام صحافیوں سے ممتاز کرتا ہے۔ مجاہدِ اردو غلام سرور کی خدمات صرف صحافت تک محدود نہیں رہیں بلکہ سیاست کے میدان میں بھی انہوں نے اصول، وقار اور دیانت کی شاندار روایت قائم کی۔

بحیثیت وزیرِ تعلیم ان کی خدمات تاریخ کا روشن باب ہیں۔ انہی کے دور میں بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ قائم ہوا، مدارس کو منظم کیا گیا، اساتذہ کے حقوق کو تحفظ ملا، اردو اسکولوں کو تقویت ملی اور مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے اداروں کو نئی توانائی حاصل ہوئی۔ اسی تسلسل میں ایک اور تاریخی خدمت ان کے حصے میں آئی کہ 1980 میں بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہوا، جس میں جناب غلام سرور کی مسلسل جدوجہد، مضبوط آواز اور احتجاجی تحریکوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ یہ فیصلہ نہ صرف اردو دان طبقے کے لیے عزت و وقار کا سبب بنا بلکہ بہار کی تہذیبی اور لسانی شناخت کو بھی مضبوط بنیاد فراہم کی۔

اس کے بعد وہ بہار اسمبلی کے اسپیکر بھی رہے اور انہوں نے اسمبلی سیکریٹریٹ میں اردو ڈپارٹمنٹ کے قیام کی بنیاد رکھ کر اپنی تہذیبی غیرت اور اردو دوستی کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔ بطور وزیرِ زراعت بھی انہوں نے کسانوں اور دیہی طبقات کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنی پڑیں، مگر یہ آزمائشیں ان کے حوصلے کو متزلزل نہ کر سکیں۔ اسی دوران لکھی گئی ان کی کتابیں ''گوشے میں قفس کے'' اور ''جہاں ہم ہیں'' ان کے عزم و شعور کی زندہ دستاویز ہیں۔ یہ کتابیں محض سیاسی حالات کا بیان نہیں بلکہ سچائی، حوصلے اور فکری استقامت کی دلنشین مثال ہیں۔ ان کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف انسان دوستی، اخلاقی جرأت، خلوص، اصول پسندی اور عوامی وابستگی تھا۔ وہ اقتدار میں رہ کر بھی عوام کے درمیان رہے اور عوام کے درمیان رہ کر بھی قومی بصیرت کے حامل رہے۔

انہوں نے ثابت کیا کہ صحافت محض خبر رسانی نہیں بلکہ ایک مقدس ذمہ داری ہے، اور سیاست اقتدار نہیں بلکہ عوامی خدمت کا نام ہے۔

18 اکتوبر 2004 کو وہ بطور وزیرِ زراعت اپنی ذمہ داری انجام دیتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے، مگر اپنے عمل، کردار اور خدمات کی ایسی روشن تاریخ چھوڑ گئے جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

یومِ غلام سرور کی مناسبت سے ان کی یہ یادگار خدمات نہ صرف اعترافِ کارنامہ ہیں بلکہ نئی نسل کے صحافیوں، اہلِ قلم اور سماجی کارکنوں کے لیے یہ پیغام بھی ہیں کہ سچا رہنما وہی ہے جو حق کے ساتھ کھڑا رہے، کمزوروں کی آواز بنے اور قلم و منصب دونوں کو امانت سمجھ کر استعمال کرے۔ ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، ان کا فکری ورثہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور یہی ان کے لیے ہمارا سچا، پائیدار اور دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا خراجِ عقیدت ہے۔ غلام سرور نے جس منزل کی سمت قدم رکھا تھا وہ یقین ہی قوم ملت کے کام آیا۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں،
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

علامہ مفتی معراج القادری شمسی صاحب قبلہ اور خدمت خلق وخدمت دین

نظام احمد قادری مصباحی
خادمِ تحریک پیغامِ انسانیت انڈیا

ویسے تو اپنی مختصر سی زندگی میں مجھے بہت سے خیر خواہوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا، مگر ان سب میں ایک نہایت درخشاں اور قابلِ احترام نام ماہرِ علومِ درسیات، پیکرِ اخلاص و محبت حضرت علامہ مولانا مفتی معراج القادری صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کا ہے۔

جب بھی میں نے تحریک کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے آپ سے گفتگو کی، آپ نے نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اپنی جیب خاص سے تعاون بھی کیا اور اپنے مصلیان کو بھی اس نیک کام کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپ کی محبت اور اخلاص کا عالم یہ تھا کہ خود اپنے رومال کے ذریعے تعاون کے لیے کھڑے ہو گئے۔

اگرچہ زندگی میں بہت سے خیر خواہوں نے اپنے اپنے انداز میں تعاون فرمایا، مگر ایک عالم باعمل کا اس طرح عملی طور پر آگے بڑھنا واقعی قابلِ دید اور لائقِ تقلید ہے۔

ربِ ذوالجلال اپنے حبیبِ مکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے تمام معاونین، مخلصین، محبین اور معتقدین پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے اور سب کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور سنیت کا مضبوط قلعہ

محمد رضوان احمد مصباحی

جامعہ اشرفیہ مبارک پور برصغیر ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام میں اہلِ سنّت و جماعت کا ایک عظیم، مستحکم اور باوقار قلعہ ہے۔ یہ وہ علمی و فکری مرکز ہے جہاں سے صدیوں سے قرآن و سنّت کی خوشبو پھیلتی رہی ہے، جہاں اکابرِ اہلِ علم نے علم و عمل، تقویٰ و اخلاص، اور اعتدال و توازن کا وہ چراغ روشن کیا جو آج بھی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ جامعہ اشرفیہ کی تاریخ قربانیاں، مجاہدات اور بے لوث خدمات سے عبارت ہے۔ اس ادارے نے نہ صرف جید علما، مفسرین، محدثین اور فقہا پیدا کیے بلکہ ایسے داعیانِ حق بھی تیار کیے جنہوں نے ہر دور میں باطل فتنوں کا علمی، فکری اور اخلاقی انداز میں مقابلہ کیا۔ سنیت کے عقائد، مسلکِ اہلِ حق اور امت کی وحدت کے تحفظ میں جامعہ اشرفیہ کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہر عظیم ادارہ آزمائشوں سے گزرتا ہے۔ جامعہ اشرفیہ پر بھی وقتاً فوقتاً مشکلات اور ابتلا کی گھڑیاں آئی ہیں۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارہ ہر امتحان میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر ابھرا ہے۔ موجودہ مشکلات بھی عارضی ہیں، ان شاءاللہ بہت جلد یہ ساری رکاوٹیں دور ہو جائیں گی، اور جامعہ اشرفیہ صبح قیامت تک ایسے ہی پوری آب وتاب کے ساتھ اپنی علمی و دینی خدمات جاری رکھے گا۔

ایسے نازک اور حساس وقت میں اہلِ علم، اہلِ دل اور تمام وابستگانِ سنیت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جامعہ اشرفیہ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ یہ وقت اختلافات کو ہوا دینے کا نہیں بلکہ اتحاد، اعتماد اور تعاون کا ہے۔ دعا، خیر خواہی اور عملی تائید ہی وہ راستہ ہے جو اس عظیم ادارے کو مشکلات سے نکال کر مزید بلندیوں تک لے جائے گا۔

ہم پورے یقین، اخلاص اور محبت کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس مشکل گھڑی میں ہم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ساتھ ہیں، اس کے مقصد، اس کی روایت اور اس کے مشن کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ کی حفاظت فرمائے، اس کے ذمہ داران کو حکمت و بصیرت عطا کرے، اور اس ادارے کو قیامت تک دینِ حق کی خدمت کا مضبوط مرکز بنائے رکھے۔ آمین۔

نمائندہ: نیپال اردو ٹائمز

۲۲/واں سالانہ اصلاح معاشرہ کانفرنس

سرزمینِ جے پور، عیدگاہ کچی بستی، دِلی بائی پاس روڈ، راجستھان (جے پور) میں

22واں اصلاحِ معاشرہ کانفرنس بموقع شبِ برات نہایت ہی شایانِ شان اور پُروقار انداز میں منعقد کیا جا رہا ہے۔

اس عظیم الشان دینی واصلاحی اجتماع میں ملک کے نامور اور مشاہیر علماءِ کرام و مشائخِ عظام کی پُروقار تشریف آوری ہو رہی ہے۔ بالخصوص: حضرتِ علامہ مولانا قاری آصف اقبال صاحب قبلہ (گریڈیہ) وقارِ قادریت، حضرتِ علامہ مولانا غلام غوث صاحب (سیوان، بہار) اس عظیم الشان جلسۂ اصلاحِ معاشرہ کی سرپرستی فرمائیں گے: حضرتِ علامہ مولانا مفتی عبدالستار صاحب قبلہ صدر، شعبۂ افتاء، جے پور

صدارت فرمائیں گے: حضرتِ علامہ مولانا حافظ و قاری احترام عالم صاحب عزیزی خطیب و امام، نگینہ مسجد

سیادت فرمائیں گے: حضرتِ علامہ مولانا قاری زاہد حسین صاحب قبلہ خطیب و امام، سنی بڑی جامع مسجد، نال بندان، جے پور

یہ بابرکت اجتماع زیرِ شفقت ہوگا: حضرتِ علامہ مولانا قاری غلام معین الدین صاحب مسجد اہنگران، جے پور

اور ناظمِ جلسہ ہوں گے: نقیبِ اعظمِ ہند، نازشِ قوم و ملت حضرت حافظ و قاری ولی محمد صاحب قبلہ شیری نورانی مسجد، امرت پوری، جے پور

نیز شاعرِ اسلام حضرتِ علامہ حافظ و قاری جلال الدین صاحب قبلہ (شہر جے پور)، حضرت حافظ و قاری محمد حسان صادق قادری (اُدے پور)

اور دیگر علماءِ کرام کی پُروقار تشریف آوری اس کانفرنس کو مزید وقار بخشے گی۔

یہ کانفرنس اِن شاء اللہ اصلاحِ عقائد، اصلاحِ اعمال اور معاشرتی برائیوں کے ازالے میں نہایت مؤثر اور مفید ثابت ہو گی۔

تمام اہلِ ایمان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس بابرکت اجتماع میں شرکت فرما کر علماءِ کرام کے قیمتی بیانات سے استفادہ حاصل کریں اور اس عظیم دینی مقصد میں شریکِ ثواب بنیں۔

الداعی:
عبدالقدیر اعظمی
ونوجوانانِ اہلِ سنت
کچی بستی، عیدگاہ روڈ، جے پور

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اقلیتوں کے تعلیمی حقوق پر عدلیہ کی مضبوط دستک

از: تحریر: یوسف شمسی

ملک میں اقلیتی حقوق، مذہبی آزادی اور آئینی بالادستی کے حوالے سے الٰہ آباد ہائی کورٹ کا حالیہ فیصلہ نہایت اہم اور تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔ عدالتِ عالیہ نے اپنے واضح اور دوٹوک فیصلے میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ بغیر سرکاری منظوری کے مدرسہ قائم کرنا اور چلانا مسلمانوں کا آئینی حق ہے اور انتظامیہ محض منظوری نہ ہونے کی بنیاد پر ایسے اداروں کو بند نہیں کر سکتی۔

یہ مقدمہ اتر پردیش کے سرحدی اور پسماندہ ضلع شراوستی میں واقع مدرسہ اہلِ سنت امام احمد رضا سے متعلق تھا، جسے یکم مئی 2025 کو ضلع اقلیتی بہبود افسر کے حکم کے ذریعے بند کر دیا گیا تھا اور مدرسہ کے دروازوں پر سرکاری سیل لگا دی گئی تھی۔ اس کارروائی نے نہ صرف مدرسہ انتظامیہ بلکہ پورے علاقے کے مسلم سماج میں تشویش اور بے چینی کی فضا پیدا کر دی تھی، کیونکہ یہ قدم براہِ راست آئینی حقوق پر ضرب کے مترادف تھا۔

مدرسہ کمیٹی نے اس یک طرفہ اور غیر آئینی اقدام کے خلاف الٰہ آباد ہائی کورٹ سے رجوع کیا۔ مفصل سماعت کے بعد عدالت کے معزز جج جسٹس سبھاش ودیارتھی کی یک رکنی بنچ نے ضلع اقلیتی بہبود افسر شراوستی کے یکم مئی 2025 کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ مدرسہ پر لگائی گئی سیل چوبیس گھنٹوں کے اندر کھولی جائے۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں آئینِ ہند کے آرٹیکل 30(1) کی صریح تشریح کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی اقلیتوں کو یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی و ثقافتی تشخص کے تحفظ کے لیے تعلیمی ادارے قائم کریں اور انہیں چلائیں۔ اگر کوئی مدرسہ نہ تو ریاست سے مالی امداد طلب کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی سرکاری منظوری چاہتا ہے، تو انتظامیہ کو اسے بند کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔

یہ فیصلہ اس لحاظ سے بھی نہایت متوازن ہے کہ عدالت نے آزادی اور ضابطے کے درمیان واضح حد کھینچ دی ہے۔

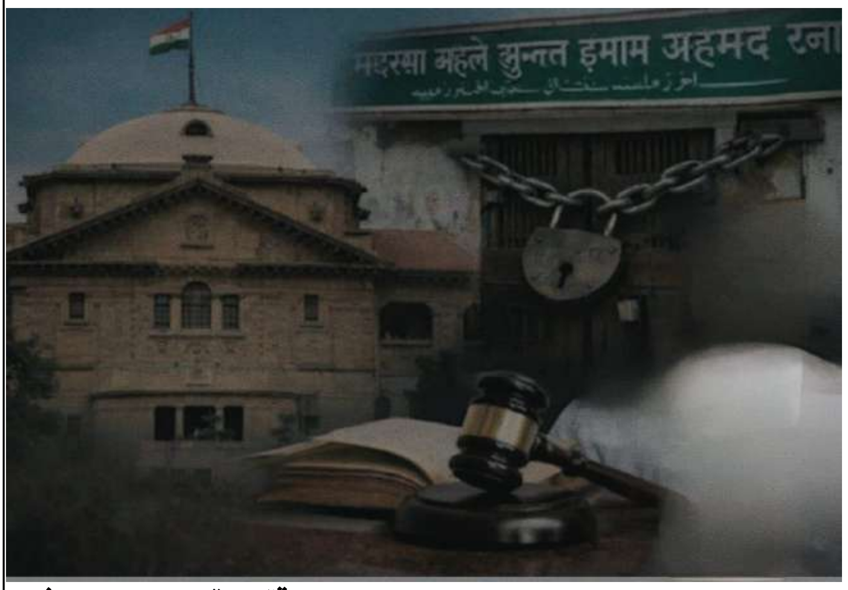

عدالت نے یہ بھی کہا کہ بغیر منظوری کے چلنے والے مدارس سرکاری گرانٹ، ریاستی بورڈ امتحانات اور سرکاری سرٹیفکیٹس کے اہل نہیں ہوں گے۔ گویا آئینی آزادی کے ساتھ ساتھ ریاستی قوانین کی عمل داری کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

اس مقدمے میں مدرسہ کے منتظم عبدالرحمن کی جانب سے دائر کی گئی رٹ پٹیشن نمبر 2026/307 میں ان کے وکلا سیدہ فاروق احمد اور دیویندر موہن شکلا نے سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے انجم قادری بنام یونین آف انڈیا کا حوالہ دیتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ ان کا موکل آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اپنے ادارے کو چلا رہا ہے، کیونکہ اس نے نہ تو سرکاری امداد مانگی ہے اور نہ ہی منظوری کی درخواست دی ہے۔

سماعت کے دوران وکلا نے سپریم کورٹ کے اس مستند فیصلے کا بھی حوالہ دیا جس کا تعلق کیرالہ ایجوکیشن ایکٹ سے ہے، جس میں اقلیتی تعلیمی اداروں کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے:

اوّل، وہ ادارے جو نہ منظوری لیتے ہیں اور نہ مالی امداد حاصل کرتے ہیں؛

دوم، وہ جو منظوری لیتے ہیں مگر مالی امداد نہیں لیتے؛

سوم، وہ جو منظوری اور مالی امداد دونوں حاصل کرتے ہیں۔

عدالت نے اس تقسیم کو تسلیم کرتے ہوئے واضح کیا کہ پہلے زمرے کے اقلیتی اداروں پر ریاستی پابندیاں عائد کرنا آئین کے منافی ہے۔

یہ فیصلہ محض ایک مدرسہ کی بحالی تک محدود نہیں بلکہ اس کے دور رس اثرات ہیں۔ ملک بھر میں ایسے متعدد مدارس اور اقلیتی تعلیمی ادارے ہیں جو محدود وسائل کے ساتھ، عوامی تعاون سے اور خالص دینی و سماجی مقصد کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے لیے یہ فیصلہ ایک مضبوط آئینی سہارا فراہم کرتا ہے اور انتظامیہ کو یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ آئینی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاستی افسران آئینِ ہند کے بنیادی اصولوں، بالخصوص مذہبی آزادی اور اقلیتی حقوق کا احترام کریں۔ تعلیمی اداروں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے انہیں سماج کی فکری و اخلاقی تشکیل کا حصہ سمجھا جائے۔

مدارس صدیوں سے تعلیم، تہذیب اور اخلاقی تربیت کا مرکز رہے ہیں اور انہیں غیر ضروری انتظامی دباؤ کا نشانہ بنانا نہ انصاف کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور نہ جمہوری اقدار سے۔

الٰہ آباد ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ محض ایک عدالتی حکم نہیں بلکہ آئینِ ہند کی روح کا باضابطہ اعلان ہے۔

یہ فیصلہ اقلیتی حقوق کے تحفظ، مذہبی آزادی اور آئینی وقار کی ایک مضبوط مثال ہے، جو اس حقیقت کی یاد دہانی کراتا ہے کہ بھارت کا آئین اختلاف کے ساتھ جینے اور تنوع کے ساتھ آگے بڑھنے کا نام ہے۔

چین اور تائیوان کے درمیان الجھا ہوا مسئلہ

از: اللہ نواز خان

چین نے ہمیشہ سے یہ دعوی کیا ہے کہ تائیوان اس کا حصہ ہے۔ نئے سال کے موقع پر چینی صدر شی جن پنگ نے منگل کے روز خطاب کیا اور خبردار کرتے ہوئے کہا کہ "چین کے ساتھ دوبارہ اتحاد کو کوئی بھی روک نہیں سکتا ہے" چین کوشش کر رہا ہے کہ تائیوان کو دوبارہ چین کا حصہ بنا دیا جائے، مگر تائیوان ہر حال میں اپنی علیحدہ اور آزاد حیثیت برقرار رکھنے پر ڈٹا ہوا ہے۔ تائیوان میں ایک منتخب جمہوری حکومت ہے اور اس کی اپنی آزاد پالیسیاں ہیں، اس لیے تائیوان نے بیجنگ کے اس دعوے کو ہمیشہ سے رد کیا ہے۔ تائیوان کا موقف ہے کہ جزیرے کی عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ چینی صدر نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہا کہ "آبنائے تائیوان کے دونوں جانب کے لوگ ایک خاندان ہیں۔ کوئی بھی ہمارے خاندان کو توڑ سکتا ہے اور نہ ہی قوم کے دوبارہ اتحاد کی تاریخی رجحان کو کوئی روک سکتا ہے"۔ چینی صدر نے اپنی تیز رفتار ترقی کا بھی ذکر کیا۔ یہ سچ بھی ہے کہ چین کی تیز رفتار ترقی دنیا کو حیران کر رہی ہے. چینی ٹیکنالوجی نے دنیا کی مارکیٹ پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ جدید اسلحہ سمیت کئی قسم کی جدید ایجادات چین کو مسلسل ترقی یافتہ بنا رہی ہیں۔ تائیوان بھی چین کے ڈر سے اپنی قوت میں اضافہ کرنے پر مجبور ہے۔ امریکہ سے اربوں ڈالر کا اسلحہ خرید رہا ہے اور یہ خریداری چین کی ناراضگی کا سبب بن رہی ہے۔ چین نے بارہا امریکہ کو سخت نتائج کی دھمکی بھی دی، لیکن پھر بھی امریکہ اسلحہ فروخت کر رہا ہے۔ کچھ دن پہلے امریکہ نے 11 ارب اور 10 کروڑ ڈالر کا اسلحہ و ہتھیار تائیوان کو فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے۔

چین نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے امریکہ کی 20 کمپنیوں اور 10 افراد پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ پابندیوں کی زد میں آنے والے افراد کے اثاثے بھی منجمد کر دیے گئے ہیں۔ چین کی وزارت خارجہ نے سخت قسم کی وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ "تائیوان کے معاملے پر کسی بھی اشتعال انگیز اقدام کا سخت جواب دیا جائے گا" چین کی وزارت خارجہ نے امریکہ سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ اسلحہ فراہم کرنا بند کیا جائے۔ یہ اچھی طرح واضح ہے کہ تائیوان اس بھاری اسلحے کو چین کے خلاف استعمال کرے گا۔ تائیوان کو یہ بھی اعتراض ہے کہ بھاری مشقیں تائیوان کے گرد چین کرتا رہتا ہے، لیکن اپنی کمزور پوزیشن کے پیش نظر چین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

کیا امریکہ تائیوان کا ساتھ دے گا، جب چین تائیوان پر حملہ کر دے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب الجھنوں سے بھرا ہوا ہے۔ امریکہ کی طرف سے دی گئی بھاری امداد وضاحت کرتی ہے کہ تائیوان کا ساتھ دیا جائے گا اور دیا بھی جا رہا ہے۔ اس کے باوجود امریکہ کی طرف سے کوئی ایسا واضح اعلان نہیں کیا گیا کہ جنگ کی صورت میں تائیوان کا ساتھ دیا جائے گا۔ بہرحال امریکی اقدامات وضاحت کرتے ہیں کہ مستقبل میں تائیوان کو مایوس نہیں کیا جائے گا۔ امریکہ بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ چین کے پاس جدید ٹیکنالوجی اور بھاری ہتھیار ہیں جن کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ دیگر ممالک شاید کھل کر چین کی مخالفت نہ کر سکیں لیکن امریکہ کی وجہ سے چین کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ چین نے ہمیشہ پڑوسیوں اور عالمی برادری سے اچھے تعلقات رکھنے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے، اس وجہ سے چین کو شاید دوسری طاقتوں کی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا چین طاقت کا استعمال کرے گا یا نہیں؟ ہو سکتا ہے بہتر وقت کا انتظار کیا جا رہا ہو اور بہتر وقت آنے پر چین تائیوان پر زبردستی قبضہ کر لے۔ تائیوان بھی لازمی طور پر مزاحمت کرے گا اور یہ مزاحمت خطے میں کشیدگی پیدا کرے گی۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ چین اور تائیوان کا مسئلہ الجھنوں سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی بھی ملک نہیں چاہتا کہ اس پر قبضہ ہو جائے۔ تائیوان ہر حال میں اپنی علیحدہ شناخت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا اور یہ کوشش وسیع جنگ کا سبب بن سکتی ہے۔ اس مسئلے کو آسانی سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ چین کے مسئلے کو عالمی طور پر اس لحاظ سے بھی دیکھا جا رہا ہے کہ ماضی میں تائیوان چین کا حصہ رہا ہے۔

اس وجہ سے چین کے لیے عالمی برادری میں نرمی پائی جاتی ہے۔

دوسری صورتحال یہ ہے کہ امریکہ اور بہت سی طاقتیں نہیں چاہتیں کہ چین زیادہ مضبوط ہو۔ تائیوان پر کنٹرول کا مطلب ہو گا کہ بہت سے ممالک کے لیے پریشانیاں پیدا ہو جائیں۔ تائیوان مقابلہ تو کرے گا لیکن بظاہر اتنا نظر نہیں آتا کہ چین جیسے ملک کا مقابلہ کیا جا سکے۔ یہ جنگ شاید چند دنوں میں فیصلہ کن ثابت ہو جائے، اگر دوسری طاقتیں اس جنگ میں شامل ہو گئیں تو یہ لمبے عرصے تک جاری رہ سکتی ہے۔ بہرحال چین اور تائیوان کا مسئلہ آسانی سے حل ہونے میں نظر نہیں آرہا۔ اس کے حل کے لیے تائیوان میں ریفرنڈم بھی کیا جا سکتا ہے اور اخلاقی و قانونی طور پر اس ریفرنڈم کا چین کو بھی احترام کرنا چاہیے تاکہ خطے میں بد امنی نہ پھیل سکے۔ یہ بھی درست ہے کہ طاقت بعض اوقات اخلاقی اصولوں کو نہیں دیکھتی، اس لیے چین آسانی سے دستبردار نہیں ہوگا۔ اس کا ہر ایک کو اچھی طرح علم ہے کہ چین کسی صورت میں تائیوان کے موقف پر پیچھے نہیں ہٹے گا۔ بہرحال یہ مسئلہ مستقبل میں بھی جاری رہے گا، ہو سکتا ہے مستقبل بعید میں اس کا کوئی موثر حل نکل آئے، فی الحال تو کوئی آسان حل نظر نہیں آتا۔

ہو سکتا ہے تائیوان زیادہ دیر تک چینی دباؤ برداشت نہ کر سکے اور چینی کنٹرول کو قبول کر لے، تو اس صورت میں تائیوان اپنا وجود برقرار رکھ سکے گا۔ ہو سکتا ہے تائیوان اپنی آزادی جزوی طور پر قائم رکھ سکے اور دفاع یا کرنسی کے علاوہ دیگر آزادانہ طور پر اپنی پالیسیاں بنا سکے۔ بہرحال اس وقت نظر آرہا ہے کہ چین اپنے موقف پر ڈٹا ہوا ہے اور تائیوان اپنی آزادی کھونے کو تیار نہیں۔ امریکہ تائیوان کو دفاعی امداد دے رہا ہے اور چین بھی شاید مناسب وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ امریکی امداد میں میزائل، جنگی طیارے اور دیگر فوجی ساز و سامان شامل ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ نظر آرہا ہے کہ یہ سامان چین کے خلاف استعمال کرنے کے لیے ہی منگوایا جا رہا ہے۔

"ریڈی میڈ توبہ اور عصرِ حاضر کا مذہبی بیانیہ"

قمر ہاشمی
خادم: جامعہ گلشنِ فاطمہ للبنات، سیوان، بہار

امتِ مسلمہ کے فکری و اعتقادی منظرنامے میں ایک نہایت نازک، حساس اور خطرناک رویہ تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔ کوئی عظمتِ صحابۂ کرامؓ کی آڑ میں اہلِ بیتِ رسالتؑ کی توہین کی ناپاک جسارت کرتا ہے، تو کوئی حبِّ اہلِ بیت کا لبادہ اوڑھ کر جانثارانِ مصطفی ﷺ کی حرمت پر شب خون مارنے سے دریغ نہیں کرتا۔ یہ دونوں طریقے در حقیقت ایک ہی فکری انحراف کی مختلف صورتیں ہیں، جن کا مشترکہ نقصان یہ ہے کہ امت مسلمہ کو جذباتی نعروں، اشتعال انگیز جملوں اور غیر ذمہ دارانہ بیانیے کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ لغزشیں اکثر اسٹیج، لائیو سیشن، ویڈیو کلپس اور سوشل میڈیا کے ذریعے شہر شہر، نگر نگر، گلی گلی ہر خاص و عام، خواندہ اور ناخواندہ تک پہنچ جاتی ہیں، مگر جب ان پر گرفت ہوتی ہے اور اہلِ علم یا دردِ دین رکھنے والے افراد خیر خواہی کے جذبے سے توجہ دلاتے ہیں تو اس کے جواب میں جو رجوع یا توبہ نامہ سامنے آتا ہے وہ اکثر محض لیٹر پیڈ تک محدود رہتا ہے۔ یہ رجوع نامہ کہیں پہنچتا ہے، کہیں نہیں، کچھ سمجھ دار پڑھ لیتے ہیں تو بات سمجھ میں آجاتی ہے مگر جو طبقہ زبان، اصطلاحات یا تحریری اسلوب سے ناآشنا ہوتا ہے اسے کبھی یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ جس بات نے اس کے ذہن میں خلش پیدا کی تھی، آیا اس سے کبھی رجوع بھی کیا گیا تھا یا نہیں۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں "رجوع" ایک شرعی فریضہ ہونے کے بجائے ایک رسمی کارروائی، ایک انتظامی وضاحت یا بدترین صورت میں ایک ریڈی میڈ توبہ بن کر رہ جاتا ہے۔

کئی برسوں سے ایک نہایت افسوسناک اور تکلیف دہ رویہ مسلسل مشاہدے میں آرہا ہے کہ بعض اسٹیج سے خطاب کرنے والے حضرات جذبات کی رو میں بہہ کر، یا شہرت و داد کے شوق میں، ایسے کلمات زبان سے نکال دیتے ہیں جو نہ علمی معیار پر پورا اترتے ہیں اور نہ ہی شرعی میزان پر۔

بعد ازاں جب اہلِ علم یا دردِ دین رکھنے والے حضرات اخلاص اور خیر خواہی کے جذبے سے ان کی توجہ اس لغزش کی طرف دلاتے ہیں اور اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، تو اس کے نتیجے میں ایک تحریری یا تقریری رجوع نامہ / توبہ نامہ سامنے آتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ رجوع نامہ اکثر رجوع کم اور اعلانِ برتری زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے گویا آں جناب نے توبہ کر کے اللہ کے حضور جھکنے کے بجائے امت پر کوئی احسان عظیم فرمایا ہے۔

ایسی تحریروں اور ریڈی میڈ توبہ ناموں میں: ندامت کے بجائے غرور، انکساری کے بجائے نخوت، اعترافِ خطا کے بجائے طنز و تعریض، شکر کے بجائے دھونس اور دھمکی، اور اصلاح کے بجائے خودستائی اور دوسروں کی تحقیر زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ مزید افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ان نام نہاد رجوع ناموں میں اگر، مگر، لیکن، چونکہ، دراصل، "میرا یہ مطلب نہیں تھا"، "میری یہ نیت نہیں تھی" جیسے جملوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ حالانکہ توبہ و رجوع کے لیے نہ تاویلات کی ضرورت پڑتی ہے، نہ لفظی موشگافیوں کی، بلکہ صرف صاف، صریح اور سادہ اعتراف ہی کافی ہوتا ہے اور یہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مطلوب بھی ہے۔

ارے بھائی! اگر واقعی آپ سے غلطی ہوئی ہے تو سیدھی اور واضح بات کیوں نہیں کہتے کہ: "مجھ سے غلطی ہوئی، میں اس پر نادم ہوں، اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں۔" یہ کہہ دینے سے عزت کم نہیں ہوتی بلکہ وقار میں اضافہ ہوتا ہے

آقا کریم ﷺ فرماتے ہیں جو اللہ کے لیے عاجزی کرے اللہ اسے بلند فرما دیتا ہے (او کما قال)۔ اور یہ کہنا کہ: "میں اپنے احباب کے اصرار پر" یا "خیر خواہوں کی فرمائش پر" در حقیقت رجوع نہیں بلکہ اپنی غلطی کی ذمہ داری دوسروں کے کندھوں پر ڈالنے کے مترادف ہے۔

سوال بالکل سادہ ہے: جب آپ سے کوئی شرعی چوک ہوئی ہی نہیں تھی تو پھر کسی کے کہنے پر یہ وضاحت کیوں؟ اور جب چوک ہو گئی تھی تو پھر اگر مگر کی اوٹ کیوں؟

حالانکہ شریعت و اخلاق کا تقاضا تو یہ تھا کہ جن حضرات نے خیر خواہی کے جذبے سے غلطی کی نشان دہی کی، ان کا شکریہ ادا کیا جائے کیونکہ انھیں کی بدولت اصلاح اور رجوع کا موقع میسر آیا۔ مگر اس کے برعکس، ان مخلص ناقدین کو "حاسد"، "مفسد"، "فتنہ گر"، "فیسبوکی مفتی"، "سوشل میڈیائی علامہ" اور نہ جانے کن کن تحقیر آمیز القابات سے نوازا جاتا ہے۔

گویا رجوع کے وقت بھی وہی کیفیت طاری ہوتی ہے جسے قرآنِ حکیم نے نہایت واضح اور سخت انداز میں یوں بیان فرمایا ہے: وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ (البقرہ: 206) اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو گناہ پر اسے اور ضد چڑھ جاتی ہے۔ (کنزالایمان) اللہ کریم ہمیں اس خطرناک روحانی بیماری سے محفوظ فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ: لغزش پر اکڑنے کے بجائے جھک جائیں، تنبیہ پر برہم ہونے کے بجائے شکر گزار ہوں، اور رجوع میں لفظوں کی نمائش کے بجائے دل کی شکستگی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کے صدقۂ و طفیل ہمیں لغزشوں، خطاؤں، غلطیوں اور گناہوں سے محفوظ رکھے اور سچی عاجزی، کامل انکساری، خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ توبہ و دعا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، یارب العالمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

2026/1/18
۱۴۴۷/۷/۲۸
یک شنبہ مبارکہ۔

ذکر معراج میں ہے تصور نماز کا ..... مفتی قاضی فضل رسول مصباحی

رجبُ المرجب اسلامی سال کا ساتواں اور نہایت عظمت و حرمت والا مہینہ ہے۔ اس کی تقدیس اور بزرگی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ اشہرِ حُرم میں شامل ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اس ماہ کی فضیلت کو خصوصی طور پر نمایاں فرمایا ہے۔ خود شارعِ اسلام، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

«رجبُ شَهرُ اللهِ، وشعبانُ شَهري، ورمضانُ شَهرُ أُمَّتي»

یعنی: رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں رجب کی نسبت ذاتِ باری تعالیٰ جلّ شانہٗ کی طرف ہونا، اس کی رفعتِ شان اور عظمتِ مقام کی روشن دلیل ہے۔ عقل و فہم کا تقاضا بھی یہی ہے، کیونکہ اسی مبارک مہینے کی ستائیسویں شب، آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ شرف عظیم عطا ہوا جس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجدِ اقصیٰ تک، اور پھر وہاں سے آسمانوں کی وسعتوں کو طے کرتے ہوئے، سدرۃ المنتہیٰ اور ملأِ اعلیٰ تک رسائی، حتیٰ کہ دیدارِ الٰہی اور شرفِ ہم کلامی —— یہ وہ مقدس و روحانی سفر ہے جسے دنیا معراجِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت حسن بریلوی نے کیا خوب فرمایا:

بنا آسمان منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

یہ معراج اس قدر بلند پایہ ہے کہ یہاں محبوب کو خود محب کی طرف سے بلاوا آتا ہے؛ جب کہ کلیمِ خدا خود طالبِ دیدار ہوتے ہیں۔ اسی نکتے کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے نہایت لطیف پیرائے میں یوں بیان فرمایا:

تبارک اللہ شانِ تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دراصل علوِ رتبہ کی وہ تشریح ہے جہاں تمام رفعتیں اور بلندیاں ہیچ نظر آتی ہیں۔ یہ مقامِ رفیع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور کو حاصل نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس زاویے سے بھی رجبُ المرجب کی فضیلت اور اہمیت دوچند ہو جاتی ہے کہ واقعۂ معراج اسی کے دامنِ مبارک میں جلوہ گر ہے، جس نے رجب کے حسن و وقار کو مزید نکھار دیا۔

اس موقع پر یہ نکتہ نہایت قابلِ توجہ ہے کہ ذکرِ معراج، تصورِ نماز سے گہری وابستگی رکھتا ہے؛ گویا تصورِ نماز، ذکرِ معراج کا جزوِ لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفرِ معراج دو حصوں پر مشتمل ہے:

ایک —— مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک،
اور دوسرا —— مسجدِ اقصیٰ سے عرشِ اعظم تک۔

معراج، جو عروج اور بلندی کا نام ہے، اپنی حقیقی صورت میں مسجدِ اقصیٰ سے عرشِ اعظم تک کے اسی سفرِ مسعود میں جلوہ گر ہے۔

اس سفر کی ابتدا انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کے ساتھ نماز سے ہوتی ہے، اور اس کا اختتام امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نمازِ پنجگانہ جیسے عظیم تحفے پر ہوتا ہے۔ یہ دونوں واقعات اہلِ علم کے اذہان میں محفوظ اور کتبِ سیر و حدیث میں ثبت ہیں۔

اسی بنا پر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ:

"ذکرِ معراج میں تصورِ نماز مضمر ہے۔"

ان خیالات کا اظہار دارالعلوم اہلِ سنت قادریہ سراج العلوم کے استاذ مفتی قاضی فضل رسول مصباحی نے ایک پریس ریلیز کے ذریعے فرمایا۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ دیگر مبارک راتوں کی طرح اس مقدس شب میں بھی نوافل کا خصوصی اہتمام کیا جائے، اور بکثرت عباداتِ نافلہ کے ذریعے اپنے دامنِ مراد کو بھر لیا جائے۔ نوافل کی کثرت اور جبینِ نیاز کے سجدوں کے ذریعے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی سعی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینے اور اس عظیم رات کی قدر کرنے، اس کے فیوض و برکات سمیٹنے، اور عبادت و بندگی میں اخلاص نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

فروغ علم وادب کانفرنس و دستاربندی 30 جنوری کو

شہر کان پور چمن گنج میں واقع مدرسہ گلشن برکات کے زیر اہتمام سالانہ اجلاس بنام فروغ علم وادب کانفرنس و دستاربندی 30 جنوری کو منعقد ہو رہا ہے۔۔ اس پروگرام کی سرپرستی علامہ سید اکمل میاں و قاری محمد قاسم حبیبی اور صدارت مفتی محمد حنیف برکاتی پرنسپل احسن المدارس قدیم و مفتی عبید الرحمن برکاتی فتح پور اور قیادت قاری انیس احمد برکاتی نالہ روڈ و علامہ مشتاق احمد مشاہدی قاضی شہر کان پور کریں گے۔ خصوصی خطیب کے طور پر علامہ قاری نثار احمد نظامی امرڈوبھا شرکت فرمائیں گے۔ اس موقع پر علامہ احمد علی حشمتی پرنسپل غوثیہ اشرفیہ رجبی روڈ۔ علامہ قاری

میکائیل ضیائی سابق شیخ التجوید مدرسہ احسن المدارس۔ قاری صفدر نوری بہرائچ شریف۔ علامہ حماد انور برکاتی۔ قاری فیصل علیمی حافظ کفیل احمد برکاتی۔ محمد مسیح الدین مصباحی۔ ودیگر علماء و حفاظ کی شرکت ہوگی۔ نظامت کے فرائض قاری آصف رضا حبیبی انجام دیں گے۔ پروگرام کے کنوینر و مدرسہ ہذا کے ناظم اعلی قاری نور عالم برکاتی نے بتایا کہ پروگرام کے اختتام پر مدرسہ ہذا سے فارغ ہونے والے طلبا دستار سے نوازے جائیں گے۔ انہوں نے فرزندان توحید سے کثیر تعداد میں شرکت کی گزارش کی ہے۔

غزل

از: آفتاب عالمؔ شاہ نوری

بیتے لمحوں کے ہر اک درد سے باہر نکلا
میرے سینے سے تری یاد کا لشکر نکلا

کثرتِ رنج سے اشکوں کا سمندر نکلا
مفلسِ شہر کی ہانڈی سے جو پتھر نکلا

اب مجھے دوستی کا ہاتھ بڑھانا ہوگا
میرا بیٹا تو مرے قد کے برابر نکلا

خود میں جو ڈوب کے دیکھا تو یہ محسوس ہوا
"میں کہ صحرا نظر آتا تھا سمندر نکلا"

جس کو تحقیر سے دیکھا تھا جہاں والوں نے
رب کی نظروں میں وہی اعلیٰ و برتر نکلا

دشمنِ جاں جسے عالمؔ نے کبھی سمجھا تھا
بھری دنیا میں وہی شخص ہی بہتر نکلا

تفویض کتب علمیہ بموقع پندرہ سو سالہ میلاد مصطفی ﷺ و عرس غریب نواز

نوری مشن/اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن سے تعلیمی مراکز میں "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" کے سیٹ تفویض

نیپال اردو ٹائمز
پریس ریلیز
مالیگاؤں: علمی اثاثہ

(فتاویٰ جامعہ اشرفیہ۔12، مجلدات) سے ہمارے اساتذہ و اسکالرز استفادہ کریں گے۔ نوری مشن و اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹر نیشنل یو کے کا یہ قابلِ تقلید قدم ہے کہ تعلیمی اداروں میں "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ "تحفتاً پیش کر رہے ہیں۔ اِس طرح کا اظہارِ خیال گزشتہ دنوں نوری مشن وفد سے مولانا شیخ اسماعیل ازہری نے فرمایا۔ وفد نے امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ پہنچ کر "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" پیش کیا۔ پندرہ سو سالہ میلادِ مصطفی ﷺ و عرس حضور غریب نواز کی نسبت سے مالیگاؤں کے تعلیمی اداروں میں یہ سیٹ پیش کیے گئے۔ "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" کی جلد اول حضور حافظ ملت کے فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ یوں ہی جلد دوم سے لے کر بارہویں جلد تک حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کے فتاویٰ ہیں۔ یہ فتاویٰ فقہ اسلامی کا عظیم اثاثہ ہیں۔ جن میں تحقیق وتدقیق کا جہان آباد ہے۔ ان کی افادیت مسلم ہے کہ اکابر کے فتاویٰ رہبر و رہنما ہوتے ہیں اور ان سے مسلکِ سلفِ صالحین کی خوشبو پھیلتی ہے۔ بعد ازاں جامعہ حنفیہ سنیہ میں سیٹ تفویض کیا گیا، مفتی مدثر حسین ازہری نے کہا کہ اِس جہت سے گزشتہ چار سالوں سے نوری مشن کی تفویضِ کتب کی روایت افادہ بخش ہے۔

دارالعلوم تاج الشریعہ آل مصطفیٰ میں مفتی نورالحسن مصباحی نے کہا کہ یہ بڑا علمی کارنامہ ہے؛ جس کے اثرات دیرپا ہوں گے۔ جامعہ قادریہ نجم العلوم میں مفتی محمد رضا مرکزی و حافظ تجمل حسین ضیائی نے کہا کہ یہ روایت علما و طلبہ کے لیے باعث افتخار ہے۔ دارالعلوم خانقاہ اشرفیہ میں مولانا افتخار جامعی اشرفی نے فرمایا کہ: کتابوں کی تفویض کا یہ مرحلہ خوب تر ہے۔ ان شاء اللہ اساتذہ و طلبہ "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" سے استفادہ کریں گے۔ الجامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم میں جناب رمضان کاملی و حافظ محمد رمضان نے "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" کا سیٹ قبول کرتے ہوئے کہ ہم اس روایت ترسیلِ کتب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مولانا رضاء المصطفیٰ و اساتذۂ جامعہ فیضانِ فاروق اعظم نے کہا کہ مدارسِ اہل سنت میں ترسیلِ کتب کی یہ سالانہ روایت یقیناً ذوقِ مطالعہ کو مہمیز دے گی۔ دارالعلوم غوث اعظم کے ناظم قاری عبیدالرحمٰن اشرفی نے سیٹ کے حصول کے وقت کہا کہ: نوری مشن کا کام ہمیشہ سراہا گیا ہے؛ حافظ ساجد حسین اشرفی بھی اکثر مشن کا تذکرہ کرتے تھے۔ وفد میں فرید رضوی، معین پٹھان رضوی، نعیم رضوی، شاداب رضوی، یاسین رضوی، آصف رضوی موجود تھے۔ جب کہ "ترسیل کتب علمیہ" کی روایت پر تعارفی کلمات غلام مصطفیٰ رضوی نے ادا کیے۔ ماضی میں تاریخ اسلامی و تاریخ علمائے ہند، تردید قادیانیت وردِ فرقہ ہائے باطلہ پر سیٹ نیز موسوعہ اسلامیہ، فتاویٰ تاج الشریعہ کے تفویض کی کڑیاں اسی تناظر میں مربوط ہیں، اس جہت سے یہ چوتھا مرحلہ ترسیلِ کتبِ علمیہ تھا جو شہری سطح پر بحسن وخوبی طے ہوا۔ امید ہے کہ اس طرح کی سرگرمیاں دیگر اماکن میں علمی لحاظ سے سرگرم افراد کے ذوق کو بڑھانے نیز مدارس کی علمی اعانت پر آمادہ کرے گی۔ ایسی رپورٹ نوری مشن سے ارسال کی گئی۔

استاد بے بس نہیں

ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی

برسوں پہلے یونیورسٹی میں تحقیقی کام سے جڑے میرے نگران نے مجھے کلاس میں پڑھانے کے زیادہ مواقع فراہم کیے۔ شاگرد میرے پڑھانے پر حد سے زیادہ مطمئین دکھنے لگے۔ نگران کی نسبت مجھے زیادہ اہمیت دیتے رہے میں بھی اُن کے مسائل کا حل مفصّل انداز میں سمجھاتا رہا۔ سبوں نے میرا رابطہ نمبر محفوظ رکھا اور میرے ساتھ ایسے جڑے رہے کہ باقی استادوں کے مشکل مسائل کا حل بھی میرے پاس لے آتے رہے اور میں ہر ممکن ازالہ کرتا رہتا۔

پھر طائر وقت پرواز کرتا گیا اور لیل ونہار کی گردشیں وقت کو اپنی لپیٹ میں لیتی رہیں۔ میں بھی سبکدوش کی زندگی گزارنے لگا البتہ شاگرد رابطے میں رہ کر بھی اپنے اپنے مسائل کا حل کرواتے رہے۔

بدقسمتی سے ایک بار کسی پڑوسی نے اپنی سواری میرے گھر کے کھڑکی کے سامنے رکھ دی کمرہ اُجالے کے بدلے اندھیرے میں بدلا ہوا کمرے میں نہ گھسنے کے سبب دم بھی گھٹنے لگا۔ پڑوسی کو بارہا سواری ہٹانے کو کہا لیکن ہمیشہ سن ان سنی کرتا رہا۔

اسی دوران کسی شاگرد کا فون آیا اور خیر و عافیت کے بعد اپنے مسائل بیان کرنے لگا۔ میں نے بھی رہبری فرمائی لیکن وہ میری دکھی آواز محسوس کرتے بولے "استاد محترم۔ خیریت۔ آپ اس قدر کیوں اکھڑے اکھڑے دکھ بھری آواز میں باتیں کر رہے ہیں؟ "

"کچھ نہیں بیٹا کئی روز سے پڑوسی کی سواری میری کھڑکی سے لگی ہے کمرہ اندھیرے میں تبدیل ہو گیا ہوا نہیں گھستی۔ میں نے بارہا اسے سواری ہٹانے کو کہا لیکن وہ سنی ان سنی میں بات ٹالتا رہا"

"استاد محترم۔ آپ مجھے صرف 10 منٹ کی فرصت دے دیجئے سب کچھ بدل جائیگا" شاگرد نے کہا اور فون کاٹا

پھر ٹھیک 10 منٹ کے اندر اندر واقعی سب کچھ بدل گیا سواری بھی ہٹی اور بھول پر افسوس بھی ہوا۔ میں اپنے شاگردوں کے کردار پر مطمئین دماغ پر زور دینے لگا کہ "جب تک شاگرد ہے۔ استاد بے بس نہیں"

ماجد مجید

مدارسِ نسواں کے مقاصد اور معلمات کی ذمہ داریاں

راقم:-
جلال الدین احمد نظامی مصباحی
نندور فتح پور ضلع سنت کبیر نگر یوپی۔

قوموں کی تعمیر میں عورت کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر عورت کی فکر سنور جائے تو نسلیں سنورتی ہیں، اور اگر اس کی تربیت بگڑ جائے تو معاشرے کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر اسلام نے عورت کی تعلیم و تربیت کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ مدارسِ نسواں اسی اسلامی فکر کا عملی مظہر ہیں، جو خواتین کو علمِ دین کی روشنی سے منور کر کے ایک صالح، باوقار اور باخبر معاشرہ تشکیل دینے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

مدارسِ نسواں کا پہلا اور بنیادی مقصد دینی شعور کی بیداری ہے۔ ان اداروں میں طالبات کو قرآنِ حکیم کی فہم، حدیثِ نبوی کی رہنمائی اور فقہی اصولوں سے روشناس کرایا جاتا ہے تاکہ وہ محض رسماً مسلمان نہ ہوں بلکہ شعوری طور پر اسلام کو اپنی زندگی کا نظام بنا سکیں۔ یہ مدارس عورت کو اس کے دین سے جوڑ کر اس کے ایمان کو پختگی عطا کرتے ہیں۔

دوسرا اہم مقصد اخلاقی و روحانی تربیت ہے۔ جدید دور میں جہاں مادہ پرستی نے اخلاقی اقدار کو پسِ پشت ڈال دیا ہے، وہاں مدارسِ نسواں حیا، صبر، شکر، تواضع اور ایثار جیسی صفات کو زندہ رکھتے ہیں۔ یہ ادارے عورت کے باطن کو سنوارتے ہیں تاکہ وہ کردار کی بلندی کے ساتھ معاشرے میں اپنا مقام حاصل کر سکے۔

مدارسِ نسواں کا ایک نمایاں مقصد خاندانی نظام کا استحکام بھی ہے۔ عورت چونکہ گھر کی معمار ہوتی ہے، اس لیے اس کی درست دینی تربیت پورے خاندان کو متاثر کرتی ہے۔ مدارس میں طالبات کو ازدواجی زندگی، تربیتِ اولاد اور گھریلو ذمہ داریوں کے اسلامی اصول سکھائے جاتے ہیں، تاکہ وہ ایک مثالی بیوی، ماں اور بیٹی کے طور پر معاشرے میں امن و سکون کا ذریعہ بن سکیں۔

اسی طرح دعوت واصلاحِ معاشرہ بھی مدارسِ نسواں کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ یہ ادارے ایسی باکردار عالمات اور داعیات تیار کرتے ہیں جو خواتین کے مخصوص مسائل کو سمجھتے ہوئے دین کی دعوت مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔ یوں یہ مدارس خاموشی سے مگر گہرے اثر کے ساتھ معاشرتی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مدارسِ نسواں کا ایک اور قابلِ ذکر مقصد اسلامی تہذیب و ثقافت کا تحفظ ہے۔ عالمگیریت کے اس دور میں جہاں غیر اسلامی نظریات تیزی سے پھیل رہے ہیں، یہ مدارس عورت کو اپنی دینی شناخت سے آگاہ رکھتے ہیں۔ یہاں پردہ، حیا اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے تعلیم کا ایسا ماحول فراہم کیا جاتا ہے جو اسلامی اقدار کا عملی نمونہ ہو۔

غرض یہ کہ مدارسِ نسواں محض تعلیمی ادارے نہیں بلکہ فکر و کردار کی آماجگاہ ہیں۔ یہ عورت کو علم، وقار اور شعور سے آراستہ کر کے ایک صالح معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اگر ہمیں ایک مضبوط، بااخلاق اور باکردار قوم درکار ہے تو مدارسِ نسواں کی سرپرستی اور فروغ ناگزیر ہے، کیونکہ تعلیم یافتہ عورت ہی دراصل تعلیم یافتہ نسل کی ضامن ہوتی۔

نسواں میں تعلیم حاصل کرنے والی بچیاں قوم کا قیمتی سرمایہ اور مستقبل کا معمار ہوتی ہیں ان کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی، دینی اور تہذیبی تربیت نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ اس عظیم ذمہ داری کا بڑا حصّہ معلمات کے کاندھوں پر ہوتا ہے کیونکہ بچیاں اپنے اساتذہ کو صرف علم دینے والا نہیں بلکہ عملی نمونہ سمجھتی ہیں، خاص طور پر حیا، پاکدامنی، پردہ داری اور پاکبازی جیسی صفات وہ بنیادی ہیں جن پر ایک صالح اور باکردار عورت کی شخصیت تعمیر ہوتی ہے۔

معلمات کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بچیوں کے دلوں میں حیا کی قدر و قیمت کو راسخ کریں۔ حیا صرف لباس تک محدود نہیں بلکہ نگاہ، گفتگو، اندازِ نشست و برخاست مجموعی رویّہ کا نام ہے۔ معلمات کو چاہیئے کہ وہ اپنی گفتگو، لہجے اور طرزِ عمل کے ذریعہ بچیوں کو یہ سکھائیں کہ باحیا انسان ہر حال میں باوقار رہتا ہے۔ غیر ضروری ہنسی مذاق، بلند آواز اور بے احتیاطی سے بچنے کی عملی تربیت دی جائے۔

اس طرح پاکدامنی اور پاکبازی کی تعلیم دینا بھی معلمات کی اہم ذمہ داری ہے۔ بچیوں کو یہ شعور دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں دیکھ رہا ہے، اس لئے ظاہر و باطن دونوں کا ہر حال میں پاک ہونا ضروری ہے۔ نیت کی صفائی، سچائی، دیانت داری اور اور بُرے خیالات سے بچنے کی تلقین کی جائے۔ معلمات کو چاہیئے کہ وہ اسلامی کہانیوں، واقعات اور دینی مثالوں کے ذریعے پاکیزہ کردار کی اہمیت سمجھائیں تاکہ یہ بات دل میں اُتر جائے۔

پردہ داری کے معاملے میں معلمات کا کردار نہایت نازک اور مؤثر ہوتا ہے۔ بچیوں کو پردے کی حقیقت، اس کی حکمت اور اس کے فوائد اسان اور محبت بھرے انداز میں سمجھائے جائیں۔ پردے کو بوجھ یا مجبوری کے بجائے عزّت، تحفّظ اور وقار کی علامت کے طور پر پیش کیا جائے۔ خود معلمات کا باوقار لباس اور سادہ انداز بچیوں کے لئے بہترین سبق ہوتا ہے، کیوں کہ بچے وہی سیکھتے ہیں جو وہ دیکھتے ہیں۔

مزید یہ کہ معلمات کو چاہیئے کہ وہ بچیوں میں نگاہ کی حفاظت، گفتگو کی شائستگی اور حدود کی پہچان پیدا کریں۔ یہ سکھایا جائے کہ ہر تعلق، ہر بات اور ہر عمل کی ایک حد ہوتی ہے، اور انہیں حدود میں رہنا انسان کو عزت بخشتا ہے۔ جدید دور کے فتنوں سے آگاہی بھی دی جائے، مگر ڈر کے بجائے شعور اور ذمہ داری کے ساتھ۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نسواں میں معلمات صرف نصاب پڑھانے والی نہیں بلکہ بچیوں کی مربّیات اور کردار ساز ہوتی ہیں۔ اگر معلمات خود باحیا، باپردہ، پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی حامل ہوں تو بچیاں بھی انہیں اوصاف کو اپنائیں گی۔ ایسی تربیت یافتہ بچیاں ہی آگے چل کر پاکیزہ خاندان، صالح معاشرہ اور مضبوط امّت کی بنیاد بنتی ہیں۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو
نیپال برانچ نول پراسی لمبنی
پردیش نیپال

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش نیپال

مولانا عبد الجبار نظامی اور میدانِ صحافت میں آپ کا نمایاں کردار (نیپال اردو ٹائمز کے تناظر میں)

از: (مولانا) نظام احمد خان مصباحی
بانی و صدر:
تحریک پیغامِ انسانیت
،بدلباغ، برجمنگنج، ضلع: مہراجگنج (یوپی)

اردو صحافت کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ جب بھی اخلاص، عزمِ مصمم اور مقصدیت نے قلم کا ہاتھ تھاما، تو محدود وسائل اور ناموافق حالات بھی ترقی کی راہ میں سدِّ راہ نہ بن سکے۔ نیپال جیسے ملک میں [جہاں اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے والوں کی تعداد برائے نام ہے] ایک باوقار، معیاری اور تسلسل کے ساتھ شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار کا اجرا اور تقریبا ایک سال سے زائد عرصہ تک بلاناغہ تسلسل کے ساتھ اس کی نشرواشاعت بلاشبہ ایک غیر معمولی اور تاریخی کارنامہ ہے۔ اس کارنامے کا روشن عنوان ہے ''نیپال اردو ٹائمز'' اور اس کے پس منظر میں جو شخصیت پوری آب وتاب سے جلوہ گر ہے، وہ ہیں افقِ صحافت کے نیرِ تاباں، صاحبِ قرطاس و قلم محب گرامی حضرت علامہ و مولانا عبد الجبار صاحب علیمی نظامی نیپالی۔

نیپال میں اردو صحافت: ایک دشوار مگر بابرکت میدان:

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ نیپال میں اردو زبان کو وہ وسائل اور مواقع میسر نہیں جو برصغیر کے دیگر خطوں کو حاصل ہیں۔ ایسے ماحول میں اردو صحافت کا چراغ جلانا، پھر اسے ہوا کے مخالف رخ پر روشن رکھنا، محض پیشہ ورانہ ذمے داری نہیں بلکہ ایک مشن، ایک تحریک اور ایک قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ مولانا عبد الجبار نظامی نے اسی مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور ربیع النور شریف کی بابرکت ساعتوں میں علماء فاؤنڈیشن نیپال کے زیر اہتمام ''نیپال اردو ٹائمز'' کی بنیاد رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر نیت خالص ہو تو راہیں خود بنتی چلی جاتی ہیں۔

مولانا عبد الجبار نظامی: ادارت، بصیرت اور قیادت:

مولانا عبد الجبار نظامی علیمی کی صحافتی شخصیت محض ایک ایڈیٹر تک محدود نہیں، بلکہ وہ ایک فکری رہنما، مدبر، قائد اور درد

مند داعی ہیں۔ آپ کی ادارت کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں دیانت، توازن، مقصدیت اور مسلکی استقامت یکجا نظر آتی ہے۔ ''نیپال اردو ٹائمز'' کی بروقت اور باقاعدہ اشاعت، مختلف خصوصی شماروں کی کامیاب تیاری اور اشاعت، ملکی و بین الاقوامی حالات پر متوازن تبصرے، دینی و ادبی موضوعات پر وقیع مقالات۔۔ اہل علم و قلم سے رابطہ کرکے اخبار کے لیے مضامین لکھوانا۔۔۔ یہ سب آپ کی شبانہ روز محنت، قربانی اور بصیرت افروز قیادت کا ثمرہ ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس ہفت روزہ کو سنوارنے اور سجانے میں مولانا موصوف نے اپنی بے شمار راتوں کی نیند قربان کی ہوگی۔ یہی وہ اخلاص ہے جس نے اس اخبار کو محض ایک مطبوعہ جریدہ نہیں رہنے دیا، بلکہ اہلِ اردو کے دلوں کی آواز بنا دیا۔

اجتماعی جدوجہد اور مضبوط ٹیم:

کسی بھی عظیم صحافتی ادارے کی کامیابی فردِ واحد کی مرہونِ منت نہیں ہوتی۔ ''نیپال اردو ٹائمز'' کی درخشانی کے پس منظر میں ایک مخلص، متحرک اور فکری ٹیم کی محنت شامل ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد رضا صاحب مصباحی نقشبندی کی دینی قیادت، حضرت علامہ سید غلام حسین صاحب مظہری (مرکزی صدر علماء فاؤنڈیشن نیپال) کی شبانہ روز کاوشیں، حضرت مولانا نور محمد صاحب خالد مصباحی، حضرت مفتی کلام الدین نعمانی مصباحی (نائب ایڈیٹر)، حضرت مولانا محمد حسن سراقہ رضوی (معاون ایڈیٹر)، حضرت علامہ غیاث الدین احمد صاحب عارف مصباحی نظامی اور مولانا عبد الجبار صاحب کے مشفق وکرم فرما استاذ ادیب شہیر حضرت علامہ و مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی اور جملہ نامہ نگار و کالم نگار حضرات کی

فکری و عملی خدمات۔۔۔ یہ سب مل کر اس کارواں کے وہ معمار ہیں جنھوں نے اس اخبار کو وقار، اعتماد اور قبولیت عطا کی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمانی:

''نیپال اردو ٹائمز'' کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے روزِ اول سے مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت (مسلکِ اعلیٰ حضرت) کی نہایت وقار، حکمت اور علمی شان کے ساتھ ترجمانی کی ہے۔ امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار و تعلیمات کو عام کرنے میں یہ اخبار ایک مضبوط اور مؤثر ذریعہ بنتا جا رہا ہے، جو مولانا عبد الجبار نظامی کی مسلکی استقامت اور فکری بصیرت کا واضح ثبوت ہے۔

نئی نسل اور اردو زبان کا رشتہ:

نیپال اردو ٹائمز نے نہ صرف اردو داں طبقے کو ایک باوقار پلیٹ فارم فراہم کیا، بلکہ نئی نسل کو بھی اردو زبان و ادب سے جوڑنے کی سنجیدہ کوشش کی ہے۔ محدود وسائل کے باوجود یہ اخبار اس بات کی دلیل بن چکا ہے کہ اگر عزم و اخلاص موجود ہو تو خواب حقیقت میں ڈھل جاتے ہیں۔

مستقبل کی امیدیں:

ایک سالہ سفر کی تکمیل یقیناً خوشی کا مقام ہے، مگر یہ درحقیقت ایک نئے اور طویل سفر کا آغاز ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ مولانا عبد الجبار نظامی علیمی کی قیادت میں ''نیپال اردو ٹائمز'' آنے والے برسوں میں صحافتی دیانت، فکری بالیدگی اور اردو زبان کی خدمت کے میدان میں مزید ترقیوں کی منازل طے کرے گا اور نیپال میں اردو صحافت کی تاریخ کا ایک روشن باب بنے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ''نیپال اردو ٹائمز'' کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، حضرت مولانا عبد الجبار صاحب نظامی علیمی اور ان کے رفقاء کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشے، اور اس اخبار کو تاقیامت اردو زبان اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سچا، توانا اور روشن ترجمان بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خدارا اپنے مکاتب کو ویران ہونے سے بچائیں!

از۔ محمد رمضان امجدی
ڈائریکٹر تنظیم المکاتب والمساجد ضلع مہراج گنج

محترم حضرات!

مدارس و مکاتب کی افادیت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے یہ مدارس و مکاتب ہی اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت کی بقاء کے ضامن ہیں تاریخ شاہد ہے کہ جہاں کے مدارس و مکاتب ویران ہوگئے وہاں سے اسلامی تہذیب و تمدن کا بھی خاتمہ ہوگیا

دینی مدارس و مکاتب آج کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ تقریبا ساڑھے چودہ سو برس پہلے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد نبوی کے باہر ایک چبوترہ پر بیٹھ کر اصحاب صفہ دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا مدرسہ تھا جو آج بھی مسجد نبوی کے اندر چبوترہ کی شکل میں موجود ہے۔

مسجد نبوی شریف کے مقدس چبوترے سے علوم وفنون کا جو سوتا پھوٹا تھا، پوری دنیا اب تک اس کے آبشار سے سرشار ہو رہی ہے۔ یہ مدارس و مکاتب اسی سمندر کے نہر کی بلکھاتی لہریں ہیں۔

جب بھی انسانی آبادی بے چارگی کا شکار ہوئی ہے تو مدارس اسلامیہ نے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے اور ایسی ایسی نادر الوجود ہستیاں قوم وملت کے حوالے کی ہیں کہ ان کے دم قدم کی برکتوں سے صحرا میں بھی پھول کھل اٹھے، وہ چاہے امام اعظم ابو حنیفہ ہوں، امام شافعی ہوں، امام مالک وامام احمد بن حنبل ہوں، یا شیخ عبد القادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی ہوں، یا رومی، سعدی، رازی و غزالی علیہم الرحمہ ہوں سب کے سب اسی چشمۂ فیض کے فیض یافتہ ہیں۔

لیکن دور حاضر میں وطن عزیز کے مدارس و مکاتب کے حالات ناگفتہ بہ ہوچکے ہیں ایک طرف جہاں یہ مدارس اہل حکومت کی آنکھوں

میں کانٹے کی طرح چبھ رہے ہیں وہیں اپنوں کی مفاد پرستی اور آپسی رنجشوں نے ان کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

آج سے صرف دو دہائی پیچھے مڑ کر جب ہم دیکھتے ہیں تو ہر گاؤں کے مکاتب صرف آباد ہی نہیں تھے بلکہ ان میں طلباء کی تعداد اتنی کثیر ہوتی تھی کہ بمشکل بیٹھنے کی جگہ مل پاتی تھی۔ دارالعلوم کا حال تھا کہ 15 سے 20 شوال تک تمام جگہیں پر ہوجاتی تھیں اور دارالعلوم کے ذمہ داران مزید داخلہ کے لیے ہاتھ کھڑے کر دیتے تھے۔

لیکن جب ہم دور حاضر پر نظر ڈالتے ہیں تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے تقریباً تمام بڑے ادارے طلباء کی کمی کی مار جھیل رہے ہیں اور ذمہ داران ادارہ طلبہ کی گھٹتی تعداد کو لے کر فکر مند ہیں۔ مکاتب میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ ہی بڑے اداروں کا رخ کرتے ہیں لیکن اس وقت گاؤں گاؤں چلنے والے 75 فیصد مکاتب ویران ہوچکے ہیں اور جو جاری بھی ہیں وہ آخری سانس لے رہے ہیں۔ جب مکاتب ویران ہوجائیں گے تو بڑے اداروں میں طلباء کی تعداد میں کمی ہونا لازمی بات ہے۔ مکاتب و مدارس کے ویرانی کے پیچھے ایک دو وجہ نہیں بلکہ کئی وجوہات ہیں۔

آج ہمارے پاس مدرسے کی زمین، بلڈنگ، پانی، ہوا، بجلی، بیت الخلاء جیسی سہولیات موجود ہیں اس کے بعد بھی مدرسے ویران کیوں ہورہے ہیں؟ میں جہاں تک سمجھتا ہوں اس کی پہلی وجہ مکاتب کے اساتذہ کے اندر استقرار کا نہ ہونا ہے۔ ہر دو چار مہینے میں اساتذہ کی معزولی و تقرری طلباء کی تعلیم پر ضرور اثر انداز ہوں گے۔ دوسری وجہ، مدارس و مکاتب کا مقتضائے حال کے اعتبار سے خود کو اپڈیٹ نہ کرنا ہے۔ میری معلومات کے مطابق ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس ہوجائے اسے قرآن پڑھنا آجائے روزہ نماز کے مسائل سے واقف ہوجائے۔ لیکن جب تک بچہ ان تعلیمات سے مزین ہوتا ہے وہ اپنے عمر کے سات آٹھ سال مکمل کر چکا ہوتا ہے۔ اب جو والدین اپنے بچوں کو ہندی یا انگلش میڈیم اسکولوں میں پڑھانے کے خواہش مند ہوتے ہیں ان کے سامنے بچوں کی بڑھی ہوئی عمر کے ساتھ ابتدائی درجات میں ایڈمیشن کا مسئلہ درپیش ہوجاتا ہے۔ عام طور 14 سے 15 سال کی عمر میں بچے ہائی اسکول پاس کرلیتے ہیں۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ مکتب سے پڑھ کر سات آٹھ سال کی عمر میں انگلش میڈیم اسکول میں پہونچنے والے بچے کا ایڈمیشن جب ابتدائی درجات ہوگا تو ہائی اسکول پاس کرتے کرتے اس کی عمر بیس سال تک پہونچ جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے بچوں کو ہندی انگلش میڈیم کی تعلیم دلانے کے خواہش مند والدین اپنے بچوں کو مکتب، مدرسہ میں نہ بھیج کر سیدھے اکیڈمی اور کانونٹ اسکولوں میں داخلہ کرادے رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے مکاتب ویرانی کے شکار ہو ہی رہے ہیں ساتھ میں ہماری قوم کے نونہال اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی محروم ہوجارہے ہیں نہ انہیں اسلامی عقائد کی معلومات ہو پاتی ہے اور نہ ہی فرائض وواجبات سے واقفیت۔

سد باب

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ مکاتب میں دینی علوم کے ساتھ ہی عصری علوم کا بھی انتظام کیا جائے کم از کم ہر مکتب اور مدرسہ میں درجہ 5 تک قرآن و دینیات کے ساتھ ہندی، انگلش، میتھ، سائنس کی باضابطہ تعلیم ہو۔ اور اس کے لیے باضابطہ ٹیچر رکھے جائیں۔ ہاں مسئلہ ٹیچروں کی تنخواہ کا ضرور پیدا ہوگا لیکن اس کے لیے بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ جو لوگ اپنے بچوں کو ہندی، انگلش میڈیم اسکولوں میں پڑھاتے ہیں وہ فیس کے نام پر موٹی رقم ادا کرتے ہیں جو فیس وہاں دیتے ہیں اس کا صرف 25 فیصد چندے، ڈونیشن کے نام پر ماہانہ اپنے مکتب کو دیں تو اچھی خاصی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً ہر گاؤں میں چٹکی، مٹھیا وصول کرنے کا بھی سلسلہ جاری ہے اس کی باضابطہ وصولی ہو اور اس کو مسجد کے مد میں خرچ کرنے کے بجائے مدرسہ کے مد میں خرچ کیا جائے۔ ساتھ ہی عید، بقر عید پر عام طور پر ہر عید گاہ میں چندہ ہوتا ہے اس چندے کو بھی مدرسہ کے لیے مختص کیا جائے تو بآسانی دو تین ٹیچروں کی تنخواہ کی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ وقت مسجدوں میں ٹائلس اور ماربل لگانے کا وقت نہیں ہے بلکہ اس وقت سب سے اہم کام اپنے بچوں کو اسلام کے بنیادی تعلیمات سے روشناس کرانے کے ساتھ ویران ہورہے مدرسوں کو آباد کرنے کا ہے اگر مدرسے آباد ہوگئے تو ہماری مسجدیں ٹائلس اور سنگ مرمر سے مزین بھی ہوجائیں گی اور سجدوں سے آباد بھی ورنہ مساجد کی حرمت پامال ہونے سے کوئی نہیں بچا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مدارس و مکاتب کی حفاظت فرمائے حاسدوں کی حسد شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نظامت فاصلاتی تعلیم کی بد انتظامی طلبہ کے مستقبل سے کھلواڑ بند ہو

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی نظامتِ فاصلاتی تعلیم میں داخلہ لینے والے ہزاروں طلبہ و طالبات روزانہ شدید پریشانیوں سے دوچار ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج یونیورسٹی کا کوئی واضح اور منظم طریقۂ کار سمجھ میں نہیں آرہا۔

سب سے پہلی اور بنیادی شکایت یہ ہے کہ امتحانات وقت پر نہیں ہوتے، اور اگر کبھی ہو بھی جائیں تو نتائج کے اعلان میں مہینوں بلکہ سالوں کی تاخیر کر دی جاتی ہے۔ جب نتیجہ آتا ہے تو بغیر کسی ٹھوس وجہ کے ہزاروں طلبہ کو بیک لگا دیا جاتا ہے بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات لگتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ بچوں کے مستقبل کو آگ میں جھونکنے کے مترادف ہے۔

یہ انتہائی شرمناک حقیقت ہے کہ 2018 بیچ کا طالب علم آج 2026 میں بھی اپنی گریجویشن مکمل نہیں کر پایا۔ سوال یہ ہے کہ یونیورسٹی کا عملہ موٹی موٹی تنخواہیں لے کر آخر کیا کر رہا ہے؟ کیا ان کی ذمہ داری صرف فائلیں گھمانا اور طلبہ کو ٹالنا ہے؟

طلبہ کی محنت سے لکھی گئی کاپیاں ان کے نزدیک کسی اہمیت کی حامل نہیں۔ ڈائریکٹر، کنٹرولر امتحانات اور آفس کے چکر کاٹ کاٹ کر طلبہ تھک چکے ہیں، مگر کہیں بھی شنوائی نہیں ہوتی۔ سینکڑوں بار درخواستیں دی جاتی ہیں، پھر بھی کوئی حل نہیں نکلتا

کیا مولانا آزاد کا یہی خواب تھا؟

آج اگر وہ زندہ ہوتے تو دیکھ کر کتنا دکھی ہوتے کہ ان کے نام سے قائم ادارہ طلبہ کے مستقبل سے اس قدر بے حسی برت رہا ہے

ہم انتظامیہ کو آخری بار آگاہ کر رہے ہیں کہ اگر نظامتِ فاصلاتی تعلیم نے اپنا طریقہ کار درست نہ کیا، شفاف نظام نافذ نہ کیا، اور بلاوجہ بیک لگانے کا سلسلہ بند نہ کیا تو ہم ایک منظم، پرامن مگر طویل احتجاج شروع کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ قانونی لڑائی بھی لڑی جائے گی اور کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا۔

مفت کی تنخواہوں پر پلنے والوں کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا۔ اب یہ مسئلہ برداشت سے باہر ہوچکا ہے۔

ہم تمام طلبہ و طالبات سے اپیل کرتے ہیں کہ

ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوں اپنی آواز سوشل میڈیا پر بلند کریں میڈیا اور متعلقہ محکموں کو آگاہ کریں قانونی راستہ اختیار کرنے کے لیے تیار رہیں یہ لڑائی کسی ایک طالب علم کی نہیں، بلکہ ہزاروں گھروں کے مستقبل کی ہے اگر آج ہم خاموش رہے تو کل ہماری آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم حق کے لیے کھڑے ہوں خاموشی جرم بن چکی ہے

امام احمد رضا کانفرنس بحسن وخوبی اختتام پزیر

پریس ریلیز، سیتا مڑھی الحمد للہ رب العالمین مورخہ 16/ جنوری 2026 کو امام احمد رضا جامع مسجد خلافت باغ مہسول چوک سیتامڑھی میں مدرسہ حبیبیہ برکات مفتی اعظم کے زیر اہتمام ایک روزہ عظیم الشان کانفرنس بنام امام احمد رضا کانفرنس و جشن دستار حفظ کا انعقاد ہوا جس میں 5 بچوں کو دستار حفظ دی گیء اس پروگرام کی صدارت حضرت مولانا انوار رضا مصباحی منانی میاں صاحب خانقاہ عالیہ رحمانیہ پوکھریرہ شریف اور سرپرستی حضرت مولانا عبد الھادی خان صاحب حبیبی مدظلہ نے فرمائی، اور نگرانی مولانا مفتی محمد نورالہدی خان رضوی مصباحی, مفتی محمد اختر رضا رضا خان قادری مصباحی اور حافظ و قاری اشتیاق احمد صاحب و حافظ و قاری قاسم رضا صاحب نے کی، اور دستار بندی کے لیے مخصوص مہمان کی حیثیت سے صدر جلسہ حضرت مولانا منانی میاں صاحب اور حضرت مولانا مفتی فیروز القادری صاحب مدھوا پور کی تشریف آوری ہوئی، اس کانفرنس میں حضرت مولانا انوار رضا منانی میاں صاحب پوکھریرہ شریف, علامہ عبد الھادی خان صاحب و مفتی فیروز القادری مصباحی اور مولانا قمر مصباحی صاحب نے اپنی اپنی تقریر پر تنویر سے سامعین کے قلوب واذہان کو منور و مجلی فرمایا، اور منظوم خراج عقیدت بلبل باغ مدینہ، شاعر اہلسنت مولانا شمیم اختر انجم صاحب و شاعر خوش گلو توصیف رضا صاحب جامی۔ و شاعر خوش الحان ضیاء شبنم صاحب و شاعر اسلام نازش انجم مکی صاحب نے پیش فرمایا۔، سوا ایک بجے دن میں جمعہ کی جماعت سے پہلے 5، طالبعلم یعنی حافظ محمد فیضان رضا سلمہ بن مولانا سالم برکاتی صاحب چتری نیپال، و حافظ محمد امام الدین بن غلام جیلانی سرسنڈ اور حافظ محمد کامران رضا بن محمد فیاض عالم بلھیاں و حافظ محمد حامد رضا بن عبد العزیز کبیلاسی نیپال اور حافظ محمد ارشد رضا بن محمد طیب بھبدے پور کو حفظ کی دستار باندھی گئی، اس پروگرام میں شرکت فرمانے والوں میں حضرت مولانا شوکت مصباحی صاحب, حضرت مولانا الحاج عبد القیوم صاحب, حضرت مولانا نعیم الدین صاحب حضرت حافظ و قاری جوہر صاحب حضرت حافظ و قاری محمد رضا صاحب حضرت حافظ و قاری امتیاز صاحب, حضرت مولانا مفتی شاہ نواز صاحب اور پروفیسر مولانا ثناء اللہ صاحب گوئنکا کالج، قاری رضی حیدر صاحب، حافظ و قاری کاشف صاحب کے نام قابل ذکر ہیں, ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء کرام شریک ہوئے ء جمعہ کے بعد سوا دو بجے صلاۃ وسلام اور دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا، پھر لنگر غوث سے سامعین و حاضرین کی ضیافت کی گئی

، رپورٹ، ابو افسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

تین روزہ عرس حافظ روشن علی شاہ علیہ الرحمہ اختتام پذیر

نماز کی ادائیگی گناہوں سے توبہ اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی

نیپال اردو ٹائمز
سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی)

ضلع سنت کبیر نگر کے تاریخی قصبہ امرڈوبھا میں واقع حضرت حافظ روشن علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا اکیسواں سالانہ عرس انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا پہلے دن امام اعظم کانفرنس منعقد ہوئی جس کو خطاب کرتے ہوئے دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کے استاذ مولانا مفتی کمال احمد علیمی نظامی نے کہا کہ کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے ستّر اصحابِ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک تین سو صحابۂ کرام نے شرفِ قیام بخشا۔ آسمانِ ہدایت کے ان چمکتے دمکتے ستاروں نے کوفہ کو علم و عرفان کا عظیم مرکز بنایا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اِسے کنز الایمان یعنی ایمان کا خزانہ اور قبۃ الاسلام یعنی اسلام کی نشانی جیسے عظیم الشان القابات سے نوازا گیا۔ مولانا علیمی نے کہا کہ جب 80 ہجری میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ولادت ہوئی تو اس وقت شہر کوفہ میں ایسی ایسی ہستیاں موجود تھیں جن میں ہر ایک آسمان علم پر آفتاب بن کر ایک عالم کو منوّر کر رہا تھا امامِ اعظم نے ابتداء میں قران پاک حفظ کیا پھر 4000 علما و محدّثین کرام سے علمِ دین حاصل کر کے جلیل القدر فقیہ و محدِّث بن گئے کہ ہر طرف آپ کے چرچے ہونے لگے۔ مولانا علیمی نے کہا کہ ہمارے امام نے صحابۂ کِرام کی ایک جماعت سے مُلاقات کا شَرَف حاصل فرمایا، جن میں سے حضرت سیّدنا انس بن مالک، حضرت سیّدنا عبداللہ بن اوفی، حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی اور حضرت سیّدنا ابوالطفیل عامر بن واصلہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا نام سرفہرست ہے۔ یوں آپ کو تابعی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے

مولانا علیمی نے کہا کہ اللہ نے آپ کو ظاہری و باطنی حسن وجمال سے نوازا تھا۔ آپ کا قد دَرمیانہ اور چہرہ نہایت حسین تھا۔ آپ عمدہ لباس اور جوتے استعمال فرماتے، کثرت سے خوشبو استعمال کرتے اور یہی خوشبو آپ کی تشریف آوری کا پتہ دیتی تھی اس سے قبل کانفرنس کا آغاز قاری محمد اسامہ نے تلاوت کلام اللہ سے تاہم شاعر اسلام احمد رضا نوری میاں ممبئ سمیت درجنوں شعراء و نعت خواں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت اور حضرت روشن شاہ کی شان میں منقبت کے اشعار نذر کئے صلوۃ وسلام اور دعا سے پہلے دن کانفرنس اختتام پذیر ہوئی

دوسرے دن نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوا جس کی سرپرستی مولانا امام علی رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت تنویر الاسلام امرڈوبھا و صدارت مولانا الحاج حیدر علی اشرفی سابق پرنسپل دارالعلوم رضویہ اہلسنت دساواں نے جب کہ نظامت کی ذمہ داری مولانا محمد ہارون علیمی نظامی نے انجام دی نعتیہ مشاعرہ کے آغاز سے قبل مولانا فرقان احمد منظری بریلی شریف، مولانا مفتی اقبال احمد مصباحی گولا بازار اور مولانا زاہد علی نظامی بارہ بنکوی نے اپنے خطاب نماز پنجگانہ ادا کرنے جھوٹ، غیبت چغلی سے دور رہنے کی تلقین کی اس کے بعد آل انڈیا نعتیہ مشاعرے کا آغاز ہوا جس میں شاعر اسلام قاری محمد علی فیضی براؤں شریف، طاہر رضا رامپوری، علی رضا فیضی کچھوچھہ شریف، کلیم دانش کانپوری، نفیس نظامی بستی ساحل چشتی، غلام غوث رضوی، یوسف آرزو، کمال اختر بستوی، نور احمد نور سنت کبیر نگر، قمر الدین، ندیم اسماعیلی کوثر اشرفی اور قاری کرامت علی وغیرہ نے پوری شب اپنی تخلیقات کے علاوہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ و دیگر شعراء کی لکھی نعت پڑھ کر خوب خوب داد و تحسین وصول کئے تاہم فجر کی آذان سے قبل صلوۃ وسلام اور دعا سے آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ اختتام پذیر ہوا

تیسرے اور آخری دن جلسہ دستار بندی کے تحت پروگرام منعقد ہوا جس سرپرستی پیر طریقت آل رسول مولانا سید عزیز اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف و صدارت قاری نثار احمد نظامی پرنسپل دارالعلوم ہذا کے گے جبکہ نظامت مولانا شریف الحق سبحانی جہانگیر گنج امبیڈکر نگر نے کی جلسے کا آغاز قاری غلام محی الدین قادری نے تلاوت کلام پاک سے کیا اس کے بعد عالمی شہرت یافتہ نعت خواں احمد رضا نوری میاں ممبئ سمیت دیگر شعراء و نعت خواں بارگاہ نبوی میں منظوم خراج عقیدت پیش کئے اس موقع پر مفتی ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور اعظم گڑھ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور آجر وثواب کے لیے اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، شرعی فقیروں، مسکینوں، یتیموں، مسافروں، غریبوں و دیگر مسلمانوں پر اور ہر جائز و نیک کام یا نیک جگہوں میں حلال و جائز مال خرچ کرنا راہِ خدا میں خرچ کرنا کہلاتا ہے لہذا آپ لوگ راہ خدا میں خرچ کرتے وقت دارالعلوم قطبیہ اہلسنت روشن العلوم کو نہ بھولیں

تنظیم علمائے اہلسنت ممبئ کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد عمر نظامی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات شعائر اللہ ہیں' ان کا احترام وادب ہر مسلمان پر لازم ہے خاصان خدا ہر دور میں مزارات اولیاء پر حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے رہے ہیں مولانا نظامی نے کہا کہ لادینی قوتوں کا یہ ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ مقدس مقامات کو بدنام کرنے کے لئے وہاں خرافات و منکرات کا بازار گرم کرواتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے مقدس مقامات اور شعائر اللہ کی تعظیم و ادب ختم کیا جاسکے۔

مولانا نظامی نے کہا آج میں نے مشاہدہ کیا کہ مضافات کے مسلمان حضرت روشن شاہ کے دربار میں ڈی جے ڈھول تماشے ناچ گانے اور رقص و سرور کے ساتھ چادر و گاگر پیش کر رہے تھے یہ مقدس ہستیوں سے بدظن کرنے کا ناپاک منصوبہ ہے اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جاسکتا ایسے لوگ مزار سے فیض پانے پانے کے بجائے سخت گنگار اور وعید کے مستحق ہیں پروگرام کے مہمان خصوصی و بین الاقوامی خطیبِ مولانا سید امین القادری نے فرزندان توحید و سالت سے کہا کہ آپ حضرات اپنے گناہوں سے تائب ہو کر سچی توبہ کریں، نماز کی پابندی کریں اپنے آقا سے سچی محبت کریں اور دینی قلعے مدارس و مکاتب کو مضبوط کریں نیز اللہ کے گھر سے رشتہ جوڑیں

پروگرام کے درمیان دارالعلوم ہذا سے فارغ ہونے والے دو درجن حفاظ کرام کی علماء و مشائخ خصوصاً آل رسول مولانا سید امین القادری و آل رسول مولانا سید عزیز اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف کے مقدس ہاتھوں دستار بندی کی گئی اور سند سے نوازا گیا ساتھ ہی ایک دس سالہ حافظ قرآن جس نے محض تین ماہ میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا اسے دارالعلوم ہذا کی جانب سے عمرہ کا ٹکٹ دیا گیا نیز حفاظ کرام کی گل پوشی کی گئی تاہم اس موقع پر دینی ملی سماجی اور صحافتی میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والے قاری اخلاق احمد نظامی، مولانا قاری غلام محی الدین قادری، قاری عبدالکریم، مولانا مفتی اقبال احمد مصباحی، قاری عبد القدیر، الحاج خورشید احمد خان اور ڈاکٹر عبد السبحان لکھنؤ کو روشن شاہ ایوارڈ سے نوازا گیا اخیر میں دارالعلوم ہذا کے دس سالہ طالب علم حافظ غلام غوث نے انگریزی اور بارہ سالہ طالب علم محمد عمار نے عربی میں تقریر کی جسے خوب سراہا گیا آخر میں صلاۃ وسلام اور اور ملک و ملت کی فلاح و بہبودی کی دعا کی گئی عرس کے تینوں دن بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد نماز ظہر چادر و گاگر کا جلوس برآمد ہوا نیز مزار پاک پر چادر و گل پوشی کی گئی پروگرام میں مولانا علی اکبر نظامی، مولانا محمد سلیم نظامی، مولانا محمد شعبان قادری، محمد اسامہ، مولانا اختر حسین قادری، قاری محمد شکیل نظامی، حافظ جواد رضا گورکھپوری، محمد اسحاق انصاری، مہدی حسن انصاری کے علاوہ کثیر تعداد میں فرزندان توحید ورسالت موجود تھے

شائع کردہ: علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش نیپال

مذہبی محافل کا بگڑتا وقار: عرس اور جلسوں کے تناظر میں ایک فکری و اصلاحی جائزہ

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

دین اسلام امن، محبت اور عدل کا دین ہے، مگر افسوس کہ آج کچھ نام نہاد علماء اور جعلی پیروں نے اس پاک مذہب کو ذاتی مفاد شہرت اور دولت کا ذریعہ بنالیا ہے۔ یہ لوگ فرقہ واریت، نفرت اور تعصب کو ہوا دے کرامت کو تقسیم کر رہے ہیں، جس سے اسلام کا اصل پیغام دھندلا گیا ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے دل کے پھپھولے جل اٹھے دل کے داغ سے، اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ آج امت کا سب سے بڑا نقصان اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان علم دین کو معتبر ذرائع سے حاصل کریں، عقل و فہم سے کام لیں، اور دین کو اندھی تقلید نہیں بلکہ قران و سنت کی روشنی میں سمجھیں۔

یہ صدی اپنی تمام تر تہذیبی رعنائیوں، فکری ہنگاموں اور معاشرتی اُلجھنوں کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے لرزتی گزر رہی ہے۔ اس کے شور میں کبھی کبھی ماضی کی وہ پاکیزہ صدائیں دب جاتی ہیں جن میں رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چراغ روشن ہوا کرتے تھے۔ وہ محافل جو کبھی عرس یا جلسے کے نام پر منعقد ہوتی تھیں جن میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ٹپکتا تھا، جہاں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کو نرم کرتا، جہاں نگاہیں ان کی سیرت کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتی تھیں — اُن محافل میں آج کبھی کبھی رنگوں کی لپک، محض نعرہ بازی، اور واہ واہ ہی کی آوازوں کی گونج، اور شخصی تعریف و توصیف کے بے مصرف پھول زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دور صرف ترقی اور جدیدیت کا دور نہیں، یہ تحریفِ اقدار اور زوالِ اخلاص کا دور بھی ہے۔
اور اس کا سب سے نمایاں اثر اُن مذہبی اجتماعات پر پڑا ہے جو پاکیزگی، خشوع اور اخلاق کی درسگاہ ہوا کرتے تھے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل صدیوں سے ایک روحانی مرکز رہی ہیں۔ ان محفلوں میں: عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمزم بہتے تھے، دلوں کی وادیوں میں نور کے چشمے پھوٹتے تھے، گناہوں کی گرد دھلتی تھی، دل کی زمین ایمان کی بہار سے ہری بھری ہو جاتی تھی۔ لیکن آج کے ماحول میں کچھ جگہوں پر یہ محافل اپنا تقدس، اپنی سادگی اور اپنی روحانیت کھوتی نظر آتی ہیں۔ کچھ شر پسند ذہنوں اور تنگ نظر مُبلغین نے ان محافل کو مدحت یا شہرت کا بازار بنا دیا ہے۔ کبھی نعت خوانوں کی نمائش، کبھی مقررین کی بڑھی ہوئی خواہشات، کبھی گروہی ٹکراؤ، کبھی بے جا تعریف کا ہنگامہ... اور یوں ان مقدس نشستوں کے دامن پر آلودگی کے دھبّے پڑنے لگے۔ اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اصل پیغام پیچھے رہ گیا۔ جو لوگوں تک پہنچ ہی نہ سکا۔ قرآن کہتا ہے:

"وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ"

اور نصیحت کرتے رہے بے شک نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے یعنی دلوں میں اثر کرتی ہے۔ مگر جب نصیحت کی جگہ لفظی بازیگری لے لے، جب دلائل کے بجائے آوازوں کا شور ہو، جب نرمیِ گفتار کے بجائے تندیِ بیان ہو، جب اخلاص کی جگہ مقابلہ بازی ہو — تو دلوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ نوجوان نسل — جو سچائی، سادگی اور شفافیت چاہتی ہے — وہ جب محفلوں میں دکھاوا، رسمی پن اور مصنوعی جذبات دیکھتی ہے تو دل میں ایک سرد آہ بھرتی ہے۔ وہ سوچتے ہیں: "اگر یہ دین ہے تو یہ دل کو کیوں نہیں چھوتا؟"

اور یوں وہ دور ہوتے چلے جاتے ہیں...

دین سے نہیں، دین کے نام پر ہونے والی غیر سنجیدگی محافل سے۔ تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھیں تو عرس، اجتماعات اور میلاد کی محافل میں: قرآن کی تلاوت روح کو بیدار کرتی تھی، حدیث کا درس دل کی زمین کو زرخیز بناتا تھا، سیرت کا بیان آنکھوں میں نمی لے آتا تھا، اور لوگ محفل سے نکل کر اپنی زندگی بدلنے کا عزم کرتے تھے۔

وہاں بڑوں کی نصیحت ہوتی تھی،
بزرگوں کی شفقت ہوتی تھی،
نوجوانوں کی تربیت ہوتی تھی،

اور دلوں کے زخموں پر مرہم رکھا جاتا تھا۔ آج ہم نے محافل کو روشنیوں سے بھر تو دیا ہے، مگر دلوں میں وہ نور نہیں رہا۔

ہم نے آوازوں کو بلند کر دیا ہے، مگر اخلاق کی پستیاں باقی ہیں۔

ہم نے میلاد کے ترانے گالی ئے، مگر سیرت کے تقاضے بھول گئے۔

ہم نے جھنڈے لہرا دی ئے، مگر کردار کے پرچم گرادی ئے۔ منبر و محراب کا مقام ہمیشہ احترام کا رہا ہے۔

یہ جو سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں، انہیں سب سے پہلے سیرت کے آئینے میں خود کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اے صاحبانِ منبر۔۔۔ اے اہلِ علم۔۔۔
اے وارثانِ انبیاء۔۔۔ یہ محافل آپ کی ذاتی تشہیر کے لئے نہیں۔ یہ آپ کی علمیت کے تذکرے کے لئے نہیں۔

یہ آپ کی خطابت کے مظاہرے کے لئے نہیں۔ یہ محافل تو اُس ذات گرامی وقار محسن انسانیت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں ہوتی ہیں جس نے فرمایا تھا: "اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"
یعنی مجھے تو صرف اس لی ئے بھیجا گیا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔ لہٰذا اگر ہماری تقریریں اخلاق نہ جگا سکیں، اگر ہمارے الفاظ دلوں کو نرم نہ کر سکیں، اگر ہمارے بیانات کردار نہ بدل سکیں — تو ہمیں اپنی نیت اور اپنے انداز کو پھر سے تراشنا ہوگا۔ اصلاح کا دروازہ صرف منبر پر بیٹھنے والوں کے لئے نہیں؛ سُننے والوں کا بھی فرض ہے کہ وہ: ایسی محافل تلاش کریں جہاں قرآن بولتا ہو، جہاں سیرت سے کردار بنتا ہو، جہاں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شور میں نہیں، سکون میں محسوس ہوتا ہو۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا نعت پڑھ لینے سے پورا نہیں ہوتا — یہ تو روزمرہ زندگی میں سیرت کو اپنانے سے پورا ہوتا ہے۔ محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم — جو اعمال سے ثابت ہوتی ہے ہمیں اپنے دلوں میں یہ سوال بار بار کرنا ہوگا: کیا ہماری محافل جھوٹ سے بچاتی ہیں؟ کیا یہ ہمیں نماز کی پابندی سکھاتی ہیں؟ کیا یہ ہمیں حسد، تکبر اور بغض سے دور کرتی ہیں؟ کیا ہم نے عرس اور میلاد کی محافل کے نام پر مسلمان کا دل تو نہیں توڑا؟ کیا ہم نے جلسے اور میلاد کے نام پر وقت ضائع کر کے سنّتیں ترک تو نہیں کیں؟ اگر ان سوالوں کے جواب نفی میں ہیں، تو پھر سمجھ لیجی ئے کہ محفل تو ہوئی، مگر اس کی روح کہیں کھو گئی۔ میلاد کی سب سے بڑی علامت یہ نہیں کہ گلیاں سجی ہوں، بلکہ یہ ہے کہ قلوب سجے ہوں۔ یہ نہیں کہ ساؤنڈ سسٹم گونج رہے ہوں، بلکہ یہ کہ دل میں اللہ کا خوف جاگ رہا ہو۔ یہ نہیں کہ شمعیں جل رہی ہوں، بلکہ یہ کہ اخلاق کے چراغ روشن ہوں۔ آیئے ہم خود سے وعدہ کریں کہ: ہم عرس، جلسے، میلاد کی محافل کو سیرت کی روشنی سے سے پاک رکھیں گے۔ روحانیت، سادگی اور اخلاص کو زندہ کریں گے۔ اور اصل پیغام — قرآن وسنت — کو عام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا دل عطا فرمائے جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دھڑکتا ہو،
اور ایسی زبان جو سیرت کے نور کو پھیلانے کا سبب بنے۔ آمین۔ یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

خادم علم وتدریس: مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ، لوہارپٹی

مدارسِ دینیہ کے طلبہ اور معاشی خود کفالت

رشحات فکر
مفتی انیس الرحمن حنفی رضوی
بہرائچ شریف
استاذ و ناظم تعلیمات
جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول
سوار ضلع رامپور یوپی

اسلامی معاشرت میں مدارسِ دینیہ ہمیشہ سے علمِ دین کے تحفظ، اشاعت اور تسلسل کا سب سے مضبوط قلعہ رہے ہیں۔ انہی اداروں نے ہر دور میں ایسے رجالِ علم پیدا کیے جنہوں نے نہ صرف عقائد و عبادات کی حفاظت کی بلکہ معاشرے کو فکری، اخلاقی اور روحانی سمت بھی عطا کی۔ تاہم یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہر دور کے اپنے تقاضے، مسائل اور چیلنجز ہوتے ہیں، اور موجودہ عہد کا سب سے نمایاں چیلنج معاشی عدمِ استحکام اور وسائل کی ناہموار تقسیم ہے۔ اس پس منظر میں یہ سوال نہایت سنجیدگی کے ساتھ سامنے آتا ہے کہ مدارسِ دینیہ سے وابستہ طلبہ اور فارغین اپنی دینی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ معاشی استحکام کو کس طرح حاصل کریں، اور کیا اس کوشش کو دینی مزاج، زہد و ورع یا وقارِ علم کے منافی سمجھا جانا چاہیے؟

اگر اس سوال کو جذبات کے بجائے تاریخ، شریعت اور عقلِ سلیم کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ اسلام نے کبھی فقر و فاقہ کو بذاتِ خود مطلوب نہیں قرار دیا، بلکہ مطلوب ہمیشہ استغنا، قناعت اور حلال کمائی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی سے لے کر سلف صالحین تک، اہلِ علم کی ایک بڑی تعداد ایسی نظر آتی ہے جو دینی قیادت کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود کسی نہ کسی جائز ذریعے سے معاش بھی حاصل کرتی رہی۔ اصل خرابی مال کے حصول میں نہیں، بلکہ اس کے دل پر غالب آجانے میں ہے۔

موجودہ دور میں مدارس کے طلبہ کے حالات کا اگر حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو ایک قدرِ مشترک نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے، اور وہ ہے معاشی بے یقینی۔ مدارس سے فراغت کے بعد امامت، خطابت یا تدریس جیسے روایتی میدان محدود ہوتے جا رہے ہیں، جبکہ طلبہ کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف معاشرے کی عمومی ترجیحات بھی تبدیل ہو چکی ہیں؛ دینی خدمات کی تحسین تو کی جاتی ہے، مگر اس کے ساتھ مالی کفالت کا جذبہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ نتیجتاً بہت سے باصلاحیت اور مخلص طلبہ اپنی زندگی کے ابتدائی برسوں میں ہی معاشی دباؤ، احساسِ کمتری اور ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں، جو بالآخر ان کی علمی استعداد اور دعوتی اثر پذیری کو متاثر کرتا ہے۔

یہ صورتِ حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مدارس اور ان کے وابستگان محض وقتی جذبات یا روایتی تصورات پر اکتفا نہ کریں، بلکہ اس مسئلے کو ایک علمی اور اجتماعی مسئلہ سمجھ کر اس کا حل تلاش کریں۔ یہاں سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ دینی طالبِ علم کا باعزت روزگار اختیار کرنا نہ تو توکل کے منافی ہے اور نہ ہی زہد کے۔ بلکہ درحقیقت وہ علم جو انسان کو محتاجی سے بچالے اور سوال سے محفوظ رکھے، خود شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے۔

اگر ہم تاریخِ اسلام کے درخشاں ابواب کی طرف رجوع کریں تو یہ حقیقت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر فقیہ تجارت سے وابستہ تھے، مگر ان کی فقاہت، تقویٰ اور علمی جلالت پر کبھی حرف نہیں آیا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کے کاروبار سے وابستہ تھے، مگر علم و ورع میں ان کا مقام مسلم تھا۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ القوی زہد و خشیت کا استعارہ تھے، مگر وہ لوگوں کے احسان کے بوجھ تلے دب کر جینے کے قائل نہ تھے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس بات کی روشن مثال ہے کہ عبادت، خدمت اور خود داری ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔ یہ تمام مثالیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلام میں اصل قدر اخلاقی بلندی اور نیت کی پاکیزگی ہے، نہ کہ محض ظاہری فقر۔

اس تناظر میں جب ہم موجودہ دینی طلبہ کے لیے موزوں ذرائعِ معاش پر غور کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر وہ ذریعہ جو حلال ہو، وقارِ علم کے مطابق ہو اور دین کی بنیادی ذمہ داریوں میں خلل نہ ڈالے، قابلِ قبول ہی نہیں بلکہ بسا اوقات ضروری بھی ہے۔ علمی دنیا سے وابستہ رہتے ہوئے تصنیف و تالیف، ترجمہ، تحقیق اور تدریس جیسے میدان ایسے ہیں جہاں دینی طالب علم اپنی اصل شناخت برقرار رکھتے ہوئے معاشی سہارا حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح جدید ذرائع ابلاغ اور ڈیجیٹل دنیا نے ایسے امکانات پیدا کر دیے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر دینی علم کی اشاعت بھی کی جاسکتی ہے اور باعزت آمدنی بھی حاصل ہو سکتی ہے، بشرطیکہ اس کے لیے اخلاقی حدود اور دینی اقدار کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

یہی بات ان طلبہ کے لیے بھی نہایت اہم ہے جو ابھی دورانِ تعلیم مدارس سے وابستہ ہیں۔ اگر طالبِ علم ابتدا ہی سے یہ شعور حاصل کر لے کہ علم کے ساتھ کسی معاون ہنر کا سیکھنا اس کے دینی تشخص کے خلاف نہیں، تو وہ فراغت کے بعد شدید ذہنی دباؤ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ نہایت اہم ہے کہ ایسا ہنر اختیار کیا جائے جو وقت کے نظم کو خراب نہ کرے، ذہن کو منتشر نہ کرے اور طالبِ علم کو دنیا پرستی کی طرف مائل نہ کرے، بلکہ اس کے علمی سفر کا معاون بنے۔

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارسِ دینیہ اور ان سے وابستہ طبقہ اگر عصرِ حاضر کے معاشی حقائق سے آنکھیں بند رکھے گا تو نقصان صرف افراد کا نہیں بلکہ پورے دینی نظام کا ہو گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مدارس میں ایسے فکری ماحول کو فروغ دیا جائے جہاں علم کے ساتھ خود داری، زہد کے ساتھ بصیرت اور تقویٰ کے ساتھ حکمت کو جمع کیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر آج کا دینی طالبِ علم محتاجی سے بچتے ہوئے دین کی خدمت زیادہ قوت، زیادہ استقلال اور زیادہ اثر کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔

آخر میں یہ بات کہنا بے جا نہ ہو گا کہ امت کو ایسے علماء کی ضرورت ہے جو علم میں راسخ، کردار میں بلند اور معاشی طور پر خود کفیل ہوں، تاکہ وہ کسی کے سامنے جھکنے کے بجائے حق کے سامنے کھڑے ہو سکیں۔ اگر یہ توازن قائم ہو جائے تو بعید نہیں کہ آنے والا دینی طبقہ پھر سے تاریخ کو یہ یاد دلانے میں کامیاب ہو جائے کہ علمِ دین کبھی کمزوری نہیں، بلکہ صحیح فہم کے ساتھ اختیار کیا جائے تو یہ دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

دارالعلوم احمدیہ برکاتیہ، سوائچ پار میں ایک نشست میں ختمِ حفظِ قرآن کا مثالی کارنامہ

نیپال اردو ٹائمز
سوائچ پار، سنت کبیر نگر (پریس ریلیز)

قرآنِ مجید کے حفظ و صیانت کا بابرکت اور مبارک سلسلہ عہدِ نبوی ﷺ سے مسلسل چلا آ رہا ہے، اور ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو حفاظِ قرآن کی عظیم دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ اگرچہ ہر زمانے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں حفاظ پیدا ہوتے رہے ہیں، مگر ان میں وہ خوش نصیب حضرات بہت کم ہوتے ہیں جنہیں ایک ہی نشست میں پورا قرآنِ کریم سنانے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ دارالعلوم احمدیہ برکاتیہ، سوائچ پار، نگر پنچایت دھرم سنگھوا بازار، ضلع سنت کبیر نگر میں اس عظیم روایت کا تسلسل جاری ہے۔ چنانچہ سال گذشتہ اس ادارے کے ایک ہونہار طالب علم حافظ محمد آفتاب سلمہ نے ایک نشست میں مکمل قرآن مجید سنانے کا شرف حاصل کیا تھا، اسی مبارک روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے رواں سال دارالعلوم کے محنتی، ہونہار اور باذوق طالب علم حافظ

علامہ و مولانا اختر القادری صاحب قبلہ نے خصوصی شفقت فرمائی۔ نیز ماہرِ علوم و فنون حضرت علامہ مفتی ساجد علی صاحب قبلہ مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ) اور نگرانِ اعلیٰ حضرت حافظ و قاری اسرار احمد صاحب قبلہ نے تحائف پیش کرتے ہوئے مذکورہ حافظِ قرآن کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور ان کے روشن و تابناک مستقبل کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں۔

اس موقع پر دارالعلوم کے اساتذۂ کرام میں حضرت حافظ و قاری مولانا سلام الدین صاحب قبلہ مصباحی، ماسٹر محمد سعید صاحب، ماسٹر محمد کلیم صاحب کے علاوہ اراکین و منتظمین بھی موجود رہے۔ سبھی نے حافظ محمد عبید کے اس غیر معمولی کارنامے کو سراہتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی اور مزید کامیابیوں کے لیے دعائیں کیں۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اسی دارالعلوم میں 20 دن قبل دو دیگر طلبہ نے بھی ختمِ حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی تھی، جن میں حافظ محمد زید ابن محمد یاسین (ساکن: بلرائی) نے محض 6 ماہ 15 دن میں پورا قرآنِ مجید حفظ کر کے ایک اور قابلِ رشک مثال قائم کی تھی۔

آخر میں ادارہ کی جانب سے اس بابرکت موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا اور دارالعلوم احمدیہ برکاتیہ کے تعلیمی و روحانی ماحول کو ایسے مثالی کارناموں کا سرچشمہ قرار دیا گیا۔

مذکورہ اطلاع دارالعلوم انوار مصطفی سہلاؤ شریف کے ناظم تعلیمات
ادیب شہیر حضرت مولانا محمد شیم احمد صاحب نوری مصباحی نے پریس ریلیز کے ذریعہ دیا۔

دارالعلوم و شاخہائے دارالعلوم انوارِ مصطفی سہلاؤ شریف کے سالانہ امتحانات کا آغاز

سہلاؤ شریف/باڑمیر (پریس ریلیز)
الحمد للہ ثم الحمد للہ!

مغربی راجستھان کی عظیم و ممتاز اور علاقۂ تھار کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم انوارِ مصطفی سہلاؤ شریف، باڑمیر اور اس کی جملہ تعلیمی شاخوں (مدارس و مکاتب) کے سالانہ امتحانات یکم شعبان المعظم 1447ھ مطابق 21 جنوری 2026ء بروز بدھ سے باقاعدہ طور پر شروع ہو گئے ہیں، جو 8 شعبان المعظم 1447ھ مطابق 28 جنوری 2026ء بروز بدھ تک جاری رہیں گے۔

امتحانات کے آغاز کے موقع پر دارالعلوم کے ناظمِ تعلیمات ادیبِ شہیر حضرت مولانا محمد شیم احمد صاحب نوری مصباحی نے اپنے بیان میں کہا کہ امتحان کسی بھی تعلیمی نظام کا نہایت اہم اور بنیادی جز ہے، جس کے ذریعہ طلبہ کی سال بھر کی محنت، علمی استعداد اور تعلیمی پیش رفت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ امتحان نہ صرف طلبہ کے لیے محاسبۂ نفس کا ذریعہ ہے بلکہ اساتذہ اور ادارے کے لیے بھی تعلیمی معیار کو جانچنے کا ایک مؤثر پیمانہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ دارالعلوم انوارِ مصطفی اور اس کی تمام شاخوں میں امتحانی نظم و ضبط، شفافیت اور معیار کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ سوالات کی تیاری سے لے کر نگرانی اور جانچ تک ہر مرحلہ دیانت داری اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا جا رہا ہے، تاکہ طلبہ کی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ ہو سکے اور تعلیمی امانت میں کوئی کوتاہی نہ رہے۔

ناظمِ تعلیمات نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ امتحانات کو بوجھ نہیں بلکہ اپنی محنت کے اظہار اور علمی ترقی کا موقع سمجھیں، یکسوئی، اعتماد اور اللہ تعالیٰ پر توکل کے ساتھ امتحان دیں، اور نقل و کوتاہی سے مکمل اجتناب کریں۔ انہوں نے اساتذہ کرام، نگرانانِ امتحان اور انتظامیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس امتحانی مرحلے کو طلبہ، اساتذہ اور ادارے سب کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔

واضح رہے کہ دارالعلوم انوارِ مصطفی سہلاؤ شریف اور اس کی تعلیمی شاخیں عرصۂ دراز سے نور العلماء پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی کی قیادت و سرپرستی میں دینی و عصری علوم کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں، اور یہاں کے سالانہ و ششماہی امتحانات علمی معیار، نظم و ضبط اور شفافیت کے اعتبار سے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں جمہوریت خطرے میں ہے!!!

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد۔
رابطہ: 8099695186

ملک میں اس وقت جو حالات چل رہے ہیں اور جس طریقے سے دستوری و جمہوری اصولوں کو پامال کیا جا رہا ہے، ہر طرف لاقانونیت کا دور دورہ ہے، ایسے ماحول میں لوگوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی ہے اور یہ سوال شدت اختیار کرنے لگا ہے کہ کیا واقعی ہندوستان سے جمہوریت کا خاتمہ ہو چکا ہے؟ اور کیا بھارت کے جمہوری نظام کو پوری قوت کے ساتھ پاؤں تلے کچل دیا گیا؟ گزشتہ ہفتے سینئر کانگریس رہنما اور لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر راہل گاندھی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عاجزی و انکساری ہی لوگوں کو سمجھنے اور ان کا احترام کرنے کا جواب ہے، ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ملک میں برسر اقتدار لوگوں کی جانب سے جمہوریت پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں اور یہاں کی جمہوریت خطرے میں ہے، تمل ناڈو کے پہاڑی علاقے میں واقع ایک نجی اسکول میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے راہل گاندھی نے کہا کہ اس معلوماتی دور میں آئی ٹی، اے آئی، روبوٹکس، ڈیٹا اور بیٹا سمیت تمام معلومات دستیاب ہیں، اس کیمپس کو خوبصورت ماحول میں ایک خوبصورت اسکول اور ایسے ماحول میں غیر معمولی تعلیم قرار دیتے ہوئے مسٹر راہل نے طلبہ کے ساتھ بات چیت کے دوران، ان سے پوچھا کہ ان کا اچھا استاد کون ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ ڈاکٹر عالیہ ٹیچر ہیں، جب گاندھی نے طالب علم سے پوچھا کہ وہ ایک اچھی ٹیچر کیوں ہے؟ تو اس نے کہا کہ وہ پیار اور محبت سے پڑھاتی ہیں اور ہمیں مہربانی کے ساتھ اپنے مضامین سمجھاتی ہیں، معلومات اور علم کے بارے میں بات کرتے ہوئے کانگریس رہنما نے کہا کہ اگر آپ سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس طرح کے ماحول کی ضرورت ہے، محبت اور احترام کا ماحول، ایک دوسرے کو سننے کا ماحول اور مہربانی کا ماحول، انہوں نے کہا کہ وہ ایک ایسا ہندوستان تیار کرنا چاہتے ہیں جہاں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت مہربان ہوں، ایک دوسرے کا احترام کریں، ایک دوسرے کی زبانوں، مذاہب اور روایات کا احترام کریں، ملک میں کئی مذاہب کے لوگ رہتے ہیں، ہندوستان سب کا ہے اور اس وقت ہندوستان میں جمہوریت خطرے میں ہے۔ سماجوادی پارٹی لیڈر اکھلیش یادو نے گزشتہ ہفتے اپنے بیان میں کہا کہ بی جے پی دوبارہ فرضی ووٹ بنانے میں لگی ہے اور جمہوری نظام کو ناپاک کرنے پر آمادہ ہے، بی جے پی کے لوگوں نے اگر ووٹ بنوانے میں ہیرا پھیری کی تو فرضی ووٹ بنوانے والوں افسران اور ملازمین کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی جائے گی، اکھلیش یادو خصوصی گہری نظرثانی (ایس آئی آر) کے تحت ووٹروں کی فہرست پر تبادلہ خیال کر رہے تھے، پارٹی کے ریاستی دفتر میں مختلف اضلاع سے آئے ہوئے بڑی تعداد میں کارکنوں اور لیڈروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایف آئی آر کا فارمیٹ سماجوادی پارٹی کے تمام بی ایل اے اور بوتھ انچارجوں کو بھیجا جا رہا ہے، یادو نے کہا کہ 2027 میں سماجوادی پارٹی کی حکومت بنانے کے لیے کارکن متحد ہو کر گھر گھر جائیں اور لوگوں سے رابطہ کر کے پارٹی کی پالیسیوں اور پروگراموں کے بارے میں بتائیں، انہوں نے ریاست کی معزز عوام سے بی جے پی کی سازشوں سے ہوشیار رہنے کی اپیل کی، انہوں نے کہا کہ ریاست کی عوام اور ووٹر، بی جے پی کے ساتھ نہیں ہیں، بی جے پی زمینی مافیا کے کردار میں ہے، ریاست بھر میں سرکاری اور غریبوں کی زمینوں پر بی جے پی کے لوگ غیر قانونی طور پر قبضہ کر رہے ہیں، بدعنوانی اور لوٹ مار عروج پر ہے، ہر محکمے میں کرپشن ہو رہی ہے، بی جے پی حکومت نے بدعنوانی کی حد کر دی ہے، 2027 کے اسمبلی انتخابات میں بی جے پی کا پتہ نہیں چلے گا، یادو نے کہا کہ ووٹر لسٹ کے لیے کیا جانے والا ایس آئی آر ہی این آر سی ہے، جو کام وزارت داخلہ کا تھا، اسے بی جے پی حکومت، الیکشن کمیشن سے کرا رہی ہے، ایس آئی آر کے بعد بھی ووٹر لسٹ میں کئی خامیاں سامنے آ رہی ہیں، وزیر اعلی نے خود تسلیم کیا ہے کہ چار کروڑ ووٹ یوپی سے کٹ رہے ہیں، بی جے پی ووٹر لسٹ میں ہیرا پھیری کی کوشش کر رہی ہے، انہوں نے ووٹر لسٹ کے حوالے سے مرکزی اور ریاستی الیکشن کمیشن کے اعداد و شمار میں بڑا فرق بتایا، الیکشن کمیشن آف انڈیا کے مطابق ووٹر لسٹ میں 12 کروڑ 56 لاکھ ووٹر ہیں جبکہ ریاستی الیکشن کمیشن کی ووٹر لسٹ میں صرف دیہی علاقوں میں 12 کروڑ 29 لاکھ ووٹر ہیں، اس میں شہری ووٹروں کی تعداد شامل کرنے پر جملہ رائے دہندے 17 کروڑ سے زیادہ ہو رہے ہیں، آخر ایسا کیسے ہو رہا ہے کہ ووٹر لسٹ بنانے والے بی ایل او اور افسران و ملازمین جب وہی ہیں تو ووٹروں کی تعداد اور انکے اعداد و شمار الگ الگ کیوں ہیں کیا یہ جمہوری نظام کو ناپاک کرنے کی کوشش ہو رہی ہے؟۔

مغربی بنگال میں ممتا بنرجی نے چیف جسٹس سے دستور اور جمہوریت کے تحفظ کا مطالبہ کیا، انہوں نے چیف جسٹس آف انڈیا سوریا کانت سے کہا کہ وہ ملک کے دستور، جمہوریت اور عدلیہ کا تحفظ کریں، ممتا بنرجی نے کلکتہ ہائی کورٹ کی جلپائی گوڑی سرکٹ بینچ کی نئی عمارت کے افتتاح کے ایک پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے چیف جسٹس کانت سے کہا کہ وہ ملک کی عوام کا، ایجنسیوں کی جانب سے غلط انداز میں نشانہ بنائے جانے سے تحفظ کریں، انہوں نے چیف جسٹس سے کہا کہ براہ مہربانی دستور، جمہوریت، عدلیہ، تاریخ، جغرافیہ اور ملک کی سرحدوں کی تباہی سے حفاظت کریں، ان کا کہنا تھا کہ آپ ہمارے دستور کے محافظ ہیں، ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں، عدلیہ میں کوئی بھی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے، اسلئے ملک کے عوام کی جانب سے درخواست کرتے ہیں کہ ذات، پات یا مذہب کی بنیاد پر یہاں کوئی بھید بھاؤ نہیں ہونا چاہیے، ممتا بنرجی نے جو ٹی ایم سی کی سربراہ بھی ہیں، چیف جسٹس سے کہا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ مقدمات ختم ہونے سے پہلے کیسوں کے میڈیا ٹرائل کو بند کریں، یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے کہ کیسوں سے پہلے ہی ان کا میڈیا ٹرائل ہو رہا ہے، ممتا نے چیف جسٹس کانت سے یہ بھی کہا کہ وہ وکلاء کی نئی نسل کا خیال کریں، انہوں نے الزام لگایا کہ جونیئر وکلاء اب جدوجہد کر رہے ہیں اور انہیں ان کے جائز فوائد نہیں مل رہے ہیں، ممتا نے کہا کہ مرکزی حکومت نے فاسٹ ٹریک عدالتوں کے لیے فنڈس بند کر دیے ہیں لیکن ان کی حکومت نے ایسی 88 عدالتیں قائم کی ہیں اور ان عدالتوں پر 1200 کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم خرچ کر چکی ہے، انہوں نے تقریب میں شرکت کرنے والے وزیر انصاف و قانون ارجن رام میگھوال سے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ برائے مہربانی آپ برا مت مانئے! چیف جسٹس سوریا کانت، کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سجوئے پال، سپریم کورٹ کے سابق ججز، مغربی بنگال کے ایڈوکیٹ جنرل کشور دتہ، ریاستی وزیر قانون ملوئے گھاٹک وغیرہ اس پروگرام میں موجود تھے واضح رہے کہ مغربی بنگال اسمبلی انتخابات سے قبل ممتا بنرجی نے الیکشن کمیشن اور مرکزی حکومت کے خلاف کئی سخت بیانات حال ہی میں جاری کیے ہیں۔

گزشتہ دنوں کانگریس پارٹی نے حکومت پر تعلیمی نظام کو جان بوجھ کر تباہ کرنے کا سنگین الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ معیاری تعلیم کسی بھی ترقی یافتہ قوم کی بنیاد ہوتی ہے لیکن بی جے پی کے دور حکومت میں تعلیم کو بھی سیاسی ایجنڈے کے تحت نشانہ بنایا جا رہا ہے، جموں کشمیر کے انچارج اور کانگریس جنرل سکریٹری ناصر حسین نے دہلی میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بی جے پی نے تعلیم کو مذاق بنا دیا ہے، انہوں نے کہا کہ مدھیہ پردیش کے بیتول میں عبدالنعیم نے اپنی ذاتی رقم 20/22 لاکھ روپے خرچ کر کے اسکول تعمیر کروایا تاکہ وہاں کے بچوں کو معیاری تعلیم مل سکے، نعیم نے تمام قانونی اجازت نامے اور لائسنس حاصل کر کے اسکول شروع کیا لیکن بی جے پی کے ایکو سسٹم نے افواہ پھیلائی کہ وہاں مدرسہ چلایا جا رہا ہے اور اس افواہ کی بنیاد پر اس کو منہدم کر دیا گیا، حالانکہ اس گاؤں میں صرف تین مسلمان فیملی رہتی ہے اور باقی سب قبائلی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، کانگریس لیڈر نے کہا کہ ضلع کلکٹر نے بغیر کسی جانچ اور نوٹس کے اسکول پر بلڈوزر چلا دیا، اسی طرح جموں کشمیر میں بھی ایک میڈیکل کالج کو بند کر دیا گیا، کرناٹک کے بیلاگاوی میں ایک اسکول کے مسلم ہیڈ ماسٹر کو ہٹانے کے لیے کچھ انتہا پسند عناصر نے پانی کی ٹینکی میں زہر ملا دیا، جس سے کئی بچے بیمار ہو گئے لیکن جب جانچ ہوئی تو چار ملزمان کو گرفتار کیا گیا، آسام کے نل باڑی میں 24 ڈسمبر کو سینٹ میری کرسمس اسکول میں تہوار کی تمام تیاریاں تباہ کر دی گئی، اتر پردیش میں پہلے کرسمس کی چھٹی ہوا کرتی تھی لیکن وشو ہندو پریشد جیسی تنظیموں نے اس بار چھٹی نہ دینے اور جشن نہ منانے کا مطالبہ کیا، جسے بی جے پی حکومت نے قبول کر لیا، مودی حکومت میں تعلیم کی حالت پر سوال اٹھاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بیتول کے معاملے میں کیا کلکٹر بتائیں گے کہ ان پر کس کا اور کیسا دباؤ تھا؟ اگر کوئی عہدے دار دباؤ میں آ کر اسکول گرا رہا ہے تو کیا ان کی تربیت مسوری میں ہو رہی ہے؟ یا ناگپور میں؟ ماتا وشنو دیوی میڈیکل کالج میں اچانک معائنہ کیوں کیا گیا؟ شکایت کس نے کی تھی؟ کیا کالج پر کاروائی عوامی دباؤ کی وجہ سے کی گئی؟ کانگریس لیڈر نے سوال کیا کہ کیا حالات اتنے سنگین تھے کہ پورے میڈیکل کالج کو ہی بند کرنا پڑا؟ کیا امتحانی نظام کے بارے میں معلومات نہیں لی گئی تھی؟ ان کا کہنا تھا کہ گزشتہ ستمبر میں میڈیکل کالج کو ایم بی بی ایس کورس کی اجازت دی گئی تھی تو کیا اس سے پہلے انفراسٹرکچر کی جانچ نہیں کی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ جس طرح ای ڈی، سی بی آئی، انکم ٹیکس اور الیکشن کمیشن کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے؟ کیا اسی طرح نیشنل میڈیکل کمیشن کا بھی غلط استعمال ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ملک میں تعلیمی اداروں کا کھلے عام بھگوا کرن کیا جا رہا ہے اور مذہب کی بنیاد پر تعلیمی اداروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، جس سے ملک کی جمہوریت پر سنگین سوالات کھڑے ہو رہے ہیں۔

یہ ہے ملک کی جمہوریت کا حال، جہاں راتوں رات مسلمانوں کے مذہبی مقامات اور مذہبی اداروں پر بغیر کسی فیصلے، بغیر کسی عدالتی ہدایات اور بغیر کسی نوٹس کے بلڈوزر چلا دیا جاتا ہے اور ملک کا سارا سسٹم خاموش تماشائی بنا رہتا ہے۔ اسی جمہوری ملک میں نوبل انعام یافتہ ماہر اقتصادیات امرتیہ سین جیسے لوگوں کو نام کے ہجے درست کرنے کے مضحکہ خیز بہانوں پر نوٹس تھما دیا جاتا ہے، امرتیہ سین نے پچھلے سال اگست میں جس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ ووٹر لسٹوں کی صفائی اور ایس آئی آر کے نام پر غریب و پسماندہ طبقات کو حق رائے دہی سے محروم کیا جا سکتا ہے وہ اجنبی خدشہ نہیں، بلکہ ایک حقیقت بن کر سامنے آ چکا ہے۔

گزشتہ سال 25 نومبر کو ایودھیا میں رام مندر کی مرکزی چوٹی پر زعفرانی پرچم لہرایا گیا اور وزیراعظم مودی نے اسے ان صدیوں پرانے زخموں کا مداوا قرار دیا، جو ان کے بقول اب بھر رہے ہیں، اس تقریب کو ایک سرکاری جشن کی طرح پیش کیا گیا، گویا ملک کا آئین اس کی سیکولر روح اور ریاست و مذہب کی تفریق محض کتابی جملے تھے، جنہیں وقت کی ہوا اڑا لے جاتی ہے۔ ایک ارب سے زیادہ شہریوں کے ملک میں جہاں ہر مذہب، ہر فکر اور ہر عقیدہ آئینی سرپرستی کا دعویدار ہے وہاں حکومت وقت کا اس نوعیت کی مذہبی تقریب میں مرکزی کردار ادا کرنا بہت سے سوالات اٹھاتا ہے اور یہ سوالات محض قانونی نہیں اخلاقی بھی ہیں، مودی کے صدیوں پرانے زخم دراصل تاریخ نہیں بلکہ ایک مخصوص سیاسی بیانیے کا استعارہ ہے، جس میں بابری مسجد کا انہدام ایک لازمی مرحلہ اور رام مندر کی تعمیر اس کا منتہی بنا دی گئی، اس بیانیے میں سپریم کورٹ کے اس اعتراف کی بازگشت سنائی ہی نہیں دیتی ہے کہ مسجد کو گرانا 'غلط' اور ایک تاریخی ورثے کی تباہی تھی، اسکے باوجود اسی فیصلے کو تاریخی انصاف کا عنوان دے کر اکثریتی جذبات کو فاتحانہ جشن کی شکل دی گئی، اس تقریب میں وزیراعظم کا خطاب جس میں رام کو قدر توانائی اور 'سب کے رام' قرار دے کر 2047 تک کے ترقی یافتہ ہندوستان کا خواب دکھایا گیا، یہ ایک چابک دست خطابت کی عمدہ مثال ضرور ہے مگر جب ریاست کسی ایک مذہبی شخصیت کو قومی تعمیر کا مرکزی استعارہ بنا کر پیش کریں تو درحقیقت وہ ایک مذہبی تصور انسان کو پورے سیاسی وجود پر مسلط کر رہی ہوتی ہے، کیا ایک مسلمان، عیسائی یا ملحد شہری کے لیے ترقی یافتہ ہندوستان کے خواب میں جگہ اس شرط پر ہے کہ وہ اپنے اندر بھی رام کو ڈھونڈے، اس تقریب کا ہر ہر جزا بھیجیت مہورت کا انتخاب، آر ایس ایس سربراہ موہن بھاگوت کی نمایاں موجودگی، یوگی آدتیہ ناتھ کا خطاب اور اسے نئے دور کی شروعات قرار دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں محض مذہبی عقیدت نہیں، بلکہ نظریاتی طاقت کا مظاہرہ تھا، جب ریاست کے اعلی ترین منصب دار کسی ایک مذہب کے جھنڈے کو مکمل سرکاری پروٹ کول کے ساتھ لہرائیں تو وہ خود کو عقیدت مند شہری کے نہیں اکثریتی مذہبی بیانیے کے علمبردار کے طور پر پیش کرتے ہیں، اگر آج وزیراعظم مندر کی چوٹی پر پرچم لہرانے کو قومی فخر کا حصہ بنا دیں تو کل کسی مسجد کی گنبد، کسی چرچ یا کسی گرودوارے کے دروازے پر ایسی ہی تقریب کا تصور کیوں ناممکن دکھائی دیتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ امتیاز ہی وہ دراڑ ہے، جہاں سے سیکولرزم کی بنیادیں لرزنے لگتی ہیں، یوگی کا اس مندر کو 1 ارب 40 کروڑ ہندوستانیوں کے ایمان اور عزت نفس کی علامت قرار دینا ہی خطرناک، عمومی دعوی ہے، جس میں وہ کروڑوں مسلمانوں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو ایک ایسے مذہبی استعارے کے تحت کھڑا دیکھنا چاہتے ہیں جس سے ان کا اعتقادی رشتہ سرے سے موجود ہی نہیں، اسی طرح جب بھگوا پرچم کو سچائی، راست بازی اور قومی فرض کی علامت کہا جاتا ہے تو سچ اور نیکی کے معیارات بھی اکثریتی مذہب کے رنگ میں رنگ دیے جاتے ہیں، کیا ایک جمہوری ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نیکی، سچائی اور انصاف جیسے آفاقی تصورات کو کسی ایک مذہبی نشان کی جاگیر بنا دے اور پھر انہیں پوری قوم کے ضمیر پر بطور واحد معیار مسلط کر دے، موہن بھاگوت کا 500 سالہ جدوجہد کا تذکرہ زعفرانی پرچم کو قربانی کی علامت قرار دینا اور اسے اشوک و دیگر تاریخی شخصیات کی روحوں کے سکون سے جوڑنا، دراصل اس بڑے منصوبے کا حصہ ہے، جس میں ہندوستان کی مشترکہ کثیر المذہبی تاریخ کو ایک یک رنگی تہذیبی بیانیے میں تبدیل کیا جا رہا ہے، اس منصوبے میں بابری مسجد کا انہدام، سپریم کورٹ کا فیصلہ، رام مندر کی تعمیر، پران پرتشٹھا اور اب زعفرانی پرچم کی سرکاری سرپرستی کے ساتھ تنصیب، یہ سب ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں، اس سلسلے کے آخر میں ایک ایسا ہندوستان جھلملاتا دکھایا جا رہا ہے، جہاں رام راجیہ کا پرچم سب پر سایہ فگن ہے لیکن تصویر کے سائے میں وہ کروڑوں شہری کھڑے ہیں جو اپنے آپ کو اس رنگ میں ہرگز تحلیل نہیں کر سکتے نہ کرنا چاہتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ حکومت کا کام عبادت نہیں، عدل و قانون کی بالادستی ہے، مذہبی شعائر کی پاسداری ہر فرد اور جماعت کا حق ہے لیکن ریاست اگر خود کسی ایک مندر کی چوٹی پر اپنی پوری قوت کے ساتھ پرچم بلند کرے تو یہ عقیدت نہیں رہتی، طاقت کی تقسیم کا نیا نقشہ بن جاتی ہے، ایودھیا میں جو کچھ ہوا، اسے مصلحت، صلح یا زخموں کے بھرنے کا لمحہ کہنا صریح دھوکہ ہے۔ یہ واضح طور پر ایک فتح نامہ تھا جس پر ریاست کی مہریں ثبت کر دی گئیں، سوال یہ نہیں کہ رام مندر کیوں بنا؟ سوال یہ ہے کہ کیا یہ وہ ہندوستان ہے جس کا وعدہ آئین نے کیا تھا، جہاں مذہب کو ذاتی ایمان کا معاملہ اور ریاست کو سب کا مشترکہ گھر سمجھا جائے یا ہم اس نئے عہد میں داخل ہو چکے ہیں، جہاں مذہب اور حکومت ایک ہی کندھے پر ہاتھ کھڑے رکھ کر کھڑے ہیں اور شہری محض تماشائی بن کر رہ گئے ہیں، کیا آپ کو لگتا ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود ملک میں اب بھی جمہوریت باقی ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو جوش و خروش کے ساتھ پھر یوم جمہوریہ کی تقریب کا اہتمام کیجئے، کیونکہ جب آپ یہ تحریر پڑھ رہے ہوں گے 26 جنوری یوم جمہوریہ کی تاریخ قریب آ چکی ہو گی اور اگر جواب نفی میں ہے تو پھر جمہوریت کو بچانے اور اسکی واپسی کا راستہ کیا ہے؟ عملاً تو حکمراں طبقے نے جمہورت کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

(مضمون نگار، معروف صحافی اور سیاسی تجزیہ نگار ہیں)
sarfarazahmedqasmi@gmail.com

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810